سیرت ذوالنورین

امیر المؤمنین خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنیؓ کے مختصر حالات

مؤلف

مولانا محب الحق

استاذ جامعہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ

ناشر

فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمٹیڈ

سیرت ذوالنورینؓ

امیر المؤمنین خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنیؓ کے مختصر حالات

مؤلف

مولانا محب الحق

استاذ جامعہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ

ناشر

فرید بک ڈپو، ۲۱۵۸/ایم. پی. اسٹریٹ، پٹودی ہاؤس، نئی دہلی

نام کتاب	:	سیرت ذوالنورین
مؤلف	:	مولانا محبّ الحق (پروہی مدھوبنی بہار)
رابطہ	:	امدادالحق بختیار بن مولانا محبّ الحقؒ
		9032528208, 8328083707
کمپوزنگ	:	عبدالصبور (عبدالرحمٰن کمپیوٹر گرافکس، شاہی چبوترہ، امروہہ)
ناشر	:	فرید بک ڈپو، ۲۱۵۸/ ایم. پی. اسٹریٹ، پٹودی ہاؤس دریا گنج، نئی دہلی-۲
باہتمام	:	حاجی ڈاکٹر صلاح الدین عثمانی امروہوی
طباعت	:	
تعداد	:	
اشاعت اوّل	:	۱۹۹۱ء
اشاعت دوم	:	۱۴۳۳ھ مطابق ۲۰۱۲ء
قیمت	:	
اسٹاکسٹ	:	

فہرست

افتتاحیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد!

صرف اسلام ہی وہ سچا مذہب ہے جو بنی نوع انسان کو کفر وشرک کی عمیق وادیوں سے نکال کر اور ضلالت وگمراہی کی پُر خطر پگڈنڈیوں سے بچا کر رشد وہدایت اور نجات دینی و دنیوی کی کشادہ شاہراہ پر گامزن کرتا ہے، انسانیت کا درس دیتا ہے، کامیاب زندگی گذارنے کے طور طریقے سکھاتا ہے اور اس کے لیے کامل فطری و عملی نمونے پیش کرتا ہے، تاکہ بھولی بھٹکی انسانیت ان عملی نمونوں سے اپنی زندگی کی پتوار کو صحیح رُخ دے سکے اور معاشرہ کو صحیح بنیادوں پر استوار کرسکے ان میں سب سے اعلیٰ و اکمل نمونہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے اور آپ کے بعد آپؐ کے وہ تربیت یافتہ احباب و اصحاب ہیں جن کی سیرت و کردار کی خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے تعمیر کی اور اس طرح ان کی زندگی کے نوک پلک درست فرمائے کہ قیامت تک آنے والی ساری انسانیت کے لئے بہترین نمونہ بن گئے۔

امت مسلمہ نے ایک زمانہ تک ان سے استفادہ کیا اور اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی میں ان سے رہنمائی حاصل کی۔ چنانچہ وہ زمانہ امت کا بہترین زمانہ قرار پایا مگر رفتہ رفتہ امت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرامؓ کی سیرت کے ان قابل عمل حصوں سے دور ہوتی چلی گئی اور یہ دوری اتنی بڑھی کہ سیرت نبویؐ اور سیرت صحابہؓ کے انتہائی ضروری اور سبق آموز پہلو بھی نظروں سے اوجھل ہوگئے۔ اس لیے ضرورت

محسوس ہوئی کہ ایک بار پھر سلسلہ وار ان مقدس ہستیوں کا تعارف اور ان کی زندگی کے قابل عمل پہلوؤں اور ان کے بے نظیر کارناموں کو امت کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ یہ دوری ختم یا کسی قدر کم ہو سکے۔

اسی کے پیش نظر عاجز نے حضرت عثمان غنیؓ کے سوانحی خاکہ پر مشتمل ایک رسالہ بنام ''سیرت ذوالنورین'' تیار کیا۔ تکمیل کے بعد استاذنا ومولانا حضرت مولانا مفتی نسیم احمد فریدی امروہیؒ جو برصغیر کے مایہ ناز صاحب طرز ادیب، محقق، نقاد، مترجم، تلخیص نگار اور شاعر تھے، کو یہ رسالہ سنایا اور آپ نے اس کو کئی دفعہ سنا اور اس میں ترمیم واضافہ بھی کیا۔ لیکن حضرت مولانا فریدیؒ کی زندگی میں شائع نہ ہوسکا۔ ان کی وفات کے بعد احقر نے خانوادۂ عثمانی کے ایک فرد حاجی ڈاکٹر صلاح الدین عثمانی امروہی سابق ویٹریزی آفیسر سے ۱۹۹۱ء میں ذکر کیا تو انھوں نے اس کتاب کو بڑی خوش دلی سے شائع کرادیا۔ الحمدللہ! کتاب عوام وخواص میں کافی مقبول ہوئی۔ اس کتاب کے پہلے ایڈیشن کے لیے مولانا سید طاہر حسن امروہیؒ اور مولانا سید اخلاق حسین قاسمی دہلویؒ سے تقریظات لکھنے کی درخواست کی تو ان دونوں صاحبان نے احقر کی درخواست کو شرف قبولیت سے نوازا۔ اب جبکہ دوسرا ایڈیشن ڈاکٹر صلاح الدین عثمانی ہی کے تعاون سے منصۂ شہود پر آرہا ہے، تو میں نے مولانا مفتی عبدالغفور سنبھلی استاذ حدیث جامعہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد، امروہہ سے تقریظ لکھنے کی فرمائش کی۔ مولانا سنبھلی نے بھی اپنی تحریر سے اس کتاب کو زینت دی۔ مولانا مفتی سید محمد سلمان منصور پوری نے بھی ماہنامہ ''ندائے شاہی'' میں پہلے ایڈیشن پر جامع تبصرہ کیا۔ اب دوسرا ایڈیشن کچھ اضافوں کے ساتھ افادیت کے پیش نظر شائع کیا جارہا ہے۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر اپنے کرم فرماؤں کا شکریہ ادا نہ کروں۔ جو گذر گئے اللہ ان کو

غریق رحمت کرے اور جو بقید حیات ہیں جیسے ڈاکٹر صلاح الدین عثمانی، مولانا عبدالغفور سنبھلی، مولانا سید محمد سلمان منصور پوری، مولوی اسعد حسین (متعلم جامع مسجد امروہہ) اور عبدالصبور کمپوزیٹر سلّمہم ان کا دل سے ممنون ہوں۔ نیز مولانا حافظ قاری حاجی عارف حسن کاظمی امروہوی علیگ ریٹائرڈ عربک کالج اجمیری گیٹ دہلی کا بھی ممنون ہوں کہ جب مولانا فریدیؒ کو یہ رسالہ سنا رہا تھا تو کاظمی صاحب نے اس کو سن کر فرمایا کہ آپ اسی طرح لکھا کریں اور کامیابی کی دعا دی۔

قارئین سے درخواست ہے کہ کمی، کوتاہی کو دامن عفو میں جگہ دے کر احقر کے والدین ماجدین کے لیے دعائے مغفرت فرمائیں۔ کتاب کے آخر میں مربی ومحسن حضرت مولانا فریدیؒ، جن کے احسانات میں راقم کا وجود غرق ہے، کی ایک منقبت درمدح حضرت عثمان غنیؓ شامل اشاعت ہے۔ اللہ تعالیٰ میری اس کوشش کو قبول فرمائے اور نجات کا ذریعہ بنائے۔ اللہ تعالیٰ تمام معاونین کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

اپنی معروضات کو ذوق دہلوی کے شعر پر ختم کرتا ہوں:

زندہ قلم سے نام قیامت تلک ہے ذوقؔ
اولاد سے تو ہے یہی دو پشت چار پشت

خاکپائے حضرت فریدیؒ
محبّ الحق خادم تدریس
جامعہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد، امروہہ
۲۷؍شعبان ۱۴۳۳ھ/ ۱۸ جولائی ۲۰۱۲ء

ہدیۂ تبریک

از: حضرت مولانا سید طاہر حسن شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد، امروہہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، امابعد!

مقام مسرت ہے کہ کتاب ''سیرت ذی النورین'' ناظرین کے پاس پہنچ رہی ہے جو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مختصر سوانح حیات ہے۔

آپ خلفائے راشدین میں خلیفہ ثالث ہیں، خلفائے راشدین کے عظیم الشان و بے نظیر کارنامے اور ان کی مبارک زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے۔ ان کے حالات دنیا کے سامنے صحیح طور پر پیش کیے جائیں تو یہ تبلیغ و تعارف اسلام کا ایک مؤثر ذریعہ ثابت ہوں گے۔ خصوصاً مختصر کتابچوں کی شکل میں ان کی اشاعت آسان اور زیادہ اشاعت پذیر ہوگی۔ اس سلسلے میں مولانا محبّ الحق صاحب قابل مبارکباد ہیں کہ انھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مختصر سوانح حیات شائع کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ موصوف کو حضرت مولانا مفتی نسیم احمد صاحب فریدی امروہیؒ سے تلمذ اور ان کی خدمت اور معیت نیز ان کی نگاہ میں مقبولیت کا بہت بڑا شرف حاصل رہا ہے اور شاید یہ اسی کی برکت ہے کہ اس سے پہلے ان کی شائع کردہ کتاب ''فیضان نسیم'' عوام و خواص میں مقبولیت حاصل کر چکی ہے اور اب انہیں کے ارشاد کے مطابق یہ دوسری کتاب شائع ہو رہی ہے۔ حق تعالیٰ اس کو قبولیت کا شرف عطا فرمائے آمین۔ ہم مولانا موصوف کو اس خدمت کے سلسلہ میں ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔ والسلام

احقر طاہر حسن غفرلہ

۱۴؍رجب ۱۴۱۱ھ

تاثرات

از: مفسر قرآن حضرت مولانا سید اخلاق حسین قاسمی دہلوی

تاریخی تنقید کے نام پر بعض اہل علم نے حضرات صحابہ کرامؓ خصوصاً حضرت عثمان غنیؓ کی خلافتی زندگی پر بے مقصد طعن کر کے اس مقدس جماعت کے تقدس اور تقویٰ کو عام مسلمانوں میں غیر شعوری طور پر مشتبہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

حالانکہ حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے جماعت صحابہؓ کے بارے میں ایک اصولی بات فرمائی ہے کہ صحابہ کرام کا احترام امر تعبدی ہے یعنی عقل وقیاس کی نکتہ چینیوں کو اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔

اس ماحول میں ضرورت تھی کہ حضرت عثمان غنیؓ کی پاکیزہ سیرت اور ان کے کامیاب خلافتی دور پر ہلکے پھلکے انداز سے ایک کتاب تحریر کی جائے۔

الحمدللہ یہ اہم کام حضرت مولانا مفتی نسیم احمد فریدی امروہیؒ کے شاگرد خاص اور خادم مخلص مولانا محبّ الحق صاحب نے حضرت مفتی صاحبؒ کے مشورے اور استفادہ سے انجام دیا جو آپ کے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبولیت عطا فرمائے۔ نوجوانوں میں اس کی اشاعت ضروری ہے۔

اخلاق حسین قاسمی

کٹرہ شیخ چاند،

لال کنواں دہلی

۷؍مئی ۱۹۹۱ء

''سیرت ذوالنورینؓ''

مبصر: مولانا مفتی سید محمد سلمان منصور پوری مدیر ماہنامہ ندائے شاہی مرادآباد

مولانا محبّ الحق صاحب مدھوبنی، مقیم حال امروہہ حضرت مولانا مفتی نسیم احمد فریدی امروہیؒ کے خصوصی تربیت یافتہ شاگرد ہیں۔ ترتیب و تالیف کا بھی شوق ہے۔ حضرت مفتی صاحبؒ کے حالات اور مکتوبات پر مشتمل آپ کی تالیف ''فیضان نسیم'' کے عنوان سے شائع ہوکر مقبول ہو چکی ہے۔ زیر تبصرہ رسالہ ''سیرت ذوالنورین'' خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنیؓ کی حیات مقدسہ پر لکھا گیا۔ موصوف کا ایک عام فہم اور جامع مقالہ ہے جسے آپ نے دس بارہ سال قبل لکھا تھا اور حضرت مفتی صاحبؒ کو لفظاً لفظاً سنایا بھی تھا مگر اس کی اشاعت کی نوبت نہیں آئی تھی۔ اب یہ رسالہ بعض اصحاب خیر کے مالی تعاون سے شائع ہوا ہے۔ رسالہ کی زبان سادہ اور تصنع سے خالی ہے۔ عوام اس سے بخوبی استفادہ کر کے حضرت عثمان غنیؓ کے مقام رفیع کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ رسالہ کے شروع میں حضرت مولانا سید طاہر حسن امروہی (شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد، امروہہ) اور مولانا اخلاق حسین صاحب قاسمی کی تقریظات اور آخر میں حضرت مفتی صاحبؒ کی ایک نظم در مدح حضرت عثمانؓ بھی شامل ہے۔ جس سے رسالہ کی رونق بڑھ گئی ہے۔

(بحوالہ: ماہنامہ ندائے شاہی، جلد ۴ شمارہ ۸ بابت ماہ اگست ۱۹۹۲ء محرم و صفر ۱۴۱۳ھ مرادآباد

’’تقریظ‘‘

مولانا مفتی عبدالغفور سنبھلی، استاذ حدیث جامعہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد، امروہہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلما، امابعد!

صحابہ کرامؓ وہ قدسی صفات نفوس ہیں جن کی تعلیم وتربیت براہِ راست رسول خداؐ کے ہاتھوں عمل میں آئی۔ آپؐ نے اپنی خاص توجہ سے ان کی زندگی کے نوک و پلک درست فرمائے، اسی کا نتیجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جملہ صحابہ کرامؓ بالخصوص خلفائے راشدین کی زندگیاں امت کے لیے بہترین نمونہ قرار پائیں۔ ان کی طرز معاشرت، ذوق عبادت، شوق شہادت، دین سے گہری وابستگی، اور اس پر مکمل وارفتگی، باہمی الفت ومحبت، کفروشرک اور نفاق وشقاق سے نفرت، اللہ اور رسول کی کامل اطاعت اور دین اسلام کی حفاظت واشاعت اور اس کے لیے بے مثال قربانیاں اور مجاہدہ و محنت، یہ وہ اعلیٰ صفات ہیں جن سے ان کی زندگیاں مکمل طور پر آراستہ وپیراستہ تھیں۔ خصوصاً خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنیؓ کی زندگی اصحاب دولت وثروت کے لیے بڑی سبق آموز ہے۔ بڑی مسرت کی بات ہے کہ ہماری جامعہ کے استاذ حضرت مولانا محبّ الحق صاحب زیدمجدہم نے حضرت عثمان غنیؓ کی سیرت پر مشتمل یہ رسالہ ’’سیرت ذوالنورین‘‘ تحریر فرمایا ہے۔ موصوف کواللہ تعالیٰ نے ترتیب و تالیف اور تصنیف کا عمدہ ذوق عطا فرمایا ہے۔ اسی کی برکت ہے کہ تقریباً ایک درجن سے زائد کتابیں آپ کے ذریعہ وجود میں آچکی ہیں جن کے اسماء یہ ہیں: ’’فیضان نسیم‘‘، ’’مکتوبات نعمانی‘‘، ’’مکتوباتِ مشاہیر‘‘، ’’اردو تفاسیر وتراجم‘‘، ’’مقالات فریدی: اوّل، دوم، سوم‘‘، ’’سید العلماء‘‘، ’’حکیم الامت کی محفل ارشاد‘‘، ’’زیارت حرمین‘‘، ’’جواہر پارے‘‘، ’’مولانا نواب رفیع الدین فاروقی مرادآبادی کا سفرنامہ حج‘‘، ’’نواب محمد مصطفیٰ علی خاں شیفتہ کا سفرنامہ حج‘‘ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ مولانا کی زندگی میں برکت عطا کرے اور مزید قبولیت کے ساتھ ایسی خدمات کی توفیق بخشے، آمین۔

فقط

عبدالغفور سنبھلی غفرلہ الولی

۱۲/ذیقعدہ ۱۴۳۳ھ خادم جامعہ اسلامیہ عربیہ، جامع مسجد، امروہہ

سیرت عثمانی کی جھلکیاں

۱. آپؓ نسبی لحاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار ہیں۔

۲. آپؓ کی والدہ ماجدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپی زاد بہن تھیں۔

۳. آپؓ فاروق اعظمؓ، ابوعبیدہؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے بھی پہلے ایمان لائے۔

۴. آپؓ اسلام سے قبل بھی مکہ مکرمہ میں معزز تھے۔

۵. آپؓ کی سخاوت ضرب المثل ہے۔

۶. آپؓ صدیق اکبرؓ کی طرح اسلام سے قبل بھی بُت پرستی اور شراب نوشی سے بچے رہے۔

۷. آپؓ کے چچا نے آپ کو رسیوں سے جکڑ کر (باندھ کر) ترک اسلام پر مجبور کیا لیکن آپؓ نے انکار کر دیا۔

۸. آپؓ حضرت ابراہیم وحضرت لوط علیہما السلام کے بعد پہلے شخص ہیں جنھوں نے اپنے اہل بیت سمیت ہجرت کا شرف حاصل کیا۔

۹. تین مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کے حق میں دعا فرمائی۔

۱۰. آپؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چار دن کے فاقہ کی خبر سن کر گندم اور چھوہاروں کی چند بوریاں اور تین سو درہم نقد پیش کیے۔

۱۱. آپؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نجی خطوط لکھنے کا شرف حاصل ہے۔

۱۲. آپؓ نے ایام ممنوعہ کے سوا روزہ کا کبھی ناغہ نہیں کیا۔

۱۳. آپؓ نے ایام قحط میں ایک ہزار اونٹ مع غلہ مدینہ کے فقراء میں تقسیم کیا۔

۱۴. آپؓ نے غزوۂ تبوک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپیل پر پہلے ایک سو اونٹ پھر دو سو، پھر تین سو اونٹ دینے کا وعدہ فرمایا۔ چوتھی مرتبہ ایک ہزار اشرفیاں پیش کیں۔

۱۵. آپؓ نے نادانستہ ایک غلام کا کان مروڑ دیا پھر اس کے سامنے اپنا کان پیش کر دیا تا کہ آخرت کے عتاب سے بچ جائیں۔ آپؓ کے عہد میں کسریٰ کا نام ونشان مٹ گیا تھا۔
۱۶. آپؓ کی مساعی سے عیسائیت کا جسم بے جان ہو گیا تھا۔
۱۷. آپؓ کی جدو جہد سے خراسان، شیراز، نیشاپور، ہرات، بلخ اور بخارا پر اسلامی جھنڈا لہرانے لگا۔
۱۸. آپؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا رفیق جنت قرار دیا۔
۱۹. آپؓ کے نکاح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگر آئیں، جن کی وجہ سے آپ کو ذوالنورین کا لقب ملا۔
۲۰. آپؓ کے انتظار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ بے قرار ہوئے۔
۲۱. آپؓ ہی کے حق میں فرمایا کہ عثمان سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔
۲۲. آپؓ نے عمال کی بدانتظامی کے حالات سن کر انہیں حق پر عمل کرنے کی سخت تاکید کی۔
۲۳. آپؓ نے قرآن کریم کا مستند نسخہ شائع کر کے امت مسلمہ پر احسان عظیم کیا۔
۲۴. آپؓ نے جان کی قربانی دے دی لیکن ارض مدینہ کو مسلمانوں کے خون سے رنگین نہ ہونے دیا۔
۲۵. آپؓ نے خراسان، ایران، آذربائجان، مصر، اسکندریہ کی بغاوت کا خاتمہ کیا۔
۲۶. آپؓ کے دور میں اسلامی حکومت سندھ اور کابل سے لے کر یورپ کی سرحد تک پہنچ گئی۔
۲۷. آپؓ کے دور میں سپاہیوں کی تنخواہوں میں ایک ایک سو درہم کا اضافہ ہوا۔
۲۸. آپؓ نے نئے مفتوح علاقوں میں چھاؤنیاں بنائیں۔
۲۹. آپؓ نے چراہ گاہ میں مویشیوں کے لیے کنویں کھدوائے۔

محبّ الحق، امروہہ

حضرت عثمان غنیؓ خلفائے راشدین میں سے تیسرے خلیفہ ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اور آپ کے معتمد اور مونس تھے۔ نسب آپؓ کا پانچویں پشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ عبد مناف کے دو فرزندوں میں سے ایک کی اولاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ایک کی اولاد میں حضرت عثمان غنیؓ۔ آپ کی والدہ اروی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپی ام حکیم بنت عبد المطلب کی صاحبزادی تھیں۔ یہ ام حکیم وہی ہیں جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبد اللہ کے ساتھ ''توام'' پیدا ہوئی تھیں، غرض کہ باپ اور ماں دونوں کی طرف سے بہت قریب کی قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکھتے تھے۔

نام ونسب

عثمان بن عفان بن ابوالعاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی الاموی القرشی اور کنیت ابوعبداللہ اور ابوعمرو ہے۔ لقب ذی النورین۔ اس لقب کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہؓ اور ام کلثومؓ یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں اور یہ سعادت کسی اور صحابی کو نصیب نہ ہوئی۔

مختصر حالات قبل اسلام

حضرت عثمانؓ کے بچپن کے حالات اور آپ کے والد کے حالات زندگی پر گمنامی کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آپ کے والد فوت ہو چکے تھے چچا حکم بن العاص خاندان کے سربراہ تھے۔ حضرت عثمانؓ مکہ کے ان چند افراد میں

سے تھے جو ظہور اسلام سے پہلے لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ آپ سلیم الفطرت، صالح، پرہیز گار، خوش خلق، منکسر المزاج، نرم خو، متین، باحیا، دیانتدار اور خوش معاملہ نوجوانوں کی حیثیت سے ممتاز اور نمایاں تھے۔ مکی معاشرہ میں رائج برائیوں سے اپنے دامن کو کبھی آلودہ نہیں ہونے دیا۔ زمانۂ جاہلیت میں بھی شراب، زنا، جوا، قتل و غارتگری، جھوٹ، بددیانتی، بدعہدی وغیرہ سے مجتنب رہے۔ جوان ہو کر تجارت شروع کی جو زیادہ تر غلہ کی تھی۔ اس سلسلہ میں روم و ایران کے دور دراز دیار و امصار کے اسفار کیے۔ اپنی کاروباری سوجھ بوجھ، دیانت و امانت اور عمدہ اصول و اخلاق کی بنا پر تجارت میں بڑی ترقی کی۔ قریش کے ملک التجار کہلائے۔ لوگوں میں مقبول اور معزز ہوئے، مکہ کے روساء میں شمار ہوئے۔ فطری نیک طبعی اور تجارت پیشگی کی متبرکہ خصوصیات کی وجہ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے گہرے دوستانہ تعلق تھے۔ آپؓ کے قبول اسلام میں اس ہم مشربی کو بڑا دخل تھا۔

مختصر حالات بعد اسلام

حضرت عثمانؓ اسلام کے سابقون الاولون میں سے ہیں۔ آپ کا شمار صحابہ کے طبقہ اولیٰ میں ہوتا ہے۔ روایات میں آپؓ کو چوتھا مسلمان شمار کیا گیا ہے اور چودھواں، پینتیسواں، چھتیسواں بھی۔ آپ حضرت ابوبکرؓ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر اس وقت ایمان لائے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی ''دار ارقم'' کو اپنا تبلیغی مرکز نہیں بنایا تھا۔ آپؓ، حضرت طلحہ بن عبیداللہ اور حضرت زبیر بن العوام ایک ہی دن مسلمان ہوئے۔ حضرت عبیدہ بن الجراح اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف آپ سے ایک دن بعد اسلام میں داخل ہوئے۔ قبول اسلام کے وقت آپ کی عمر ۳۴ سال تھی۔

حضرت عثمانؓ کے والد عفان فوت ہو چکے تھے۔ آپ کا چچا حکم بن العاص خاندان کا سربراہ تھا اس نے آپ کو رسیوں سے جکڑ کر باندھ کر سخت پٹائی کی۔ ہر طرح کی سخت ایذائیں پہنچائیں اور اسلام ترک کرنے پر زور دیا۔ لیکن آپ نے کہا ''بے شک جان سے مار ڈالو لیکن اسلام دل سے نہیں نکل سکتا۔ میں کسی صورت میں بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں چھوڑ سکتا۔'' تھک ہار کر حکم نے حضرت عثمانؓ کو ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ بنی امیہ میں سے آپ پہلے شخص ہیں جو اسلام لائے، تمام اعزا و اقارب نے بے رخی اختیار کر لی۔ لیکن آپ نے ذرّہ بھر پرواہ نہیں کی اور صبر و استقلال سے ان کی زیادتیاں برداشت کرتے رہے، ساتھ ہی اپنا تجارتی کاروبار بھی جاری رکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مالی خدمتیں بہت کیں اور اچھی اچھی دعائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حاصل کیں۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر چار دن کے متواتر فاقے پیش آئے، آپ کی اور آپ کے اہل بیت کی بوجہ ضعف کے عجب حالت ہو گئی تھی۔ حضرت عثمانؓ کو اس کی خبر ہوئی تو انھوں نے کئی بورے آٹا، گیہوں اور چھوہارے کے، ایک بکری کا گوشت اور تین سو روپیہ نقد بھیجا اور اسی کے ساتھ اس کا بھی اہتمام کیا کہ پکانے میں دیر ہوگی، اس لیے پکا ہوا کھانا بھی ساتھ بھیجا۔ اس وقت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعائیں دیں۔ اس قسم کی خدمات وقتاً فوقتاً ان سے ظہور میں آتی رہیں۔

ایک مدت تک کتابت وحی کی خدمت آپؓ کے سپرد رہی اور یہ وہ خدمت تھی جس کے انجام دینے والوں کی تعریف قرآن کریم میں آئی ہے۔ کتابت وحی کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ وسلم کے نجی خطوط لکھنا بھی ان کے متعلق تھا۔

قائم اللیل، صائم الدہر، نماز تہجد کی یہ حالت تھی کہ رات کو بہت تھوڑی دیر سوتے تھے اور قریب قریب پوری رات نماز میں صرف ہوتی تھی، نماز تہجد میں روزانہ ایک قرآن ختم کا معمول تھا۔سوائے ایام ممنوعہ کے کسی دن بھی روزہ کا ناغہ نہیں ہوتا تھا، جس روز شہید ہوئے اس دن بھی روزہ سے تھے۔

صدقہ دینے اور خیرات کرنے میں گویا تیز آندھی تھے ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرنے کا معمول تھا اور اگر کسی جمعہ کو غلام نہ ملتا تو دوسرے جمعہ کو دو آزاد کرتے۔

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ میں سخت قحط پڑا، لوگ بہت پریشان تھے، ایک دن حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ آج شام تک اللہ تمہاری پریشانی دور کر دیگا چنانچہ حضرت عثمانؓ کے یہاں باہر سے ایک ہزار اونٹ غلے کے آئے، مدینہ کے تاجر حضرت عثمانؓ کے پاس خریداری کے لیے پہنچے۔حضرت عثمانؓ نے پوچھا کہ ملک شام کی خرید پر تم لوگ کس قدر نفع دوگے؟ تاجروں نے کہا کہ دس روپیہ پر بارہ روپئے۔حضرت عثمانؓ نے کہا مجھے اس سے زیادہ ملتا ہے۔آخر ہوتے ہوتے ان تاجروں نے کہا کہ جو مال دس روپئے میں خریدا ہے اس کی قیمت ہم پندرہ روپئے دیں گے۔حضرت عثمانؓ نے کہا کہ مجھے اس سے بھی زیادہ مل رہا ہے، تاجروں نے کہا کہ وہ زیادہ دینے والا کون ہے؟ مدینہ کے تاجر تو ہم ہی لوگ ہیں۔حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ مجھے ایک روپئے کے مال کی قیمت دس روپئے مل رہی ہے کیا تم اس سے زیادہ دے سکتے ہو۔تاجروں نے انکار کر دیا تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے یہ سب غلہ خدا کی راہ میں فقرائے مدینہ کو دے دیا۔حج و عمرے بھی بکثرت ادا فرماتے اور صلہ رحمی کی صفت میں تو شاید ہی کوئی ان کا مثل ہو۔

ولادت وتربیت

حضرت عثمان غنیؓ کی ولادت واقعہ فیل سے چھ سال بعد ہوئی۔ ایک قول کے مطابق آپؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے پانچویں سال پیدا ہوئے۔ آپ کی تربیت اور پرورش بھی اسی طریقے پر ہوئی ہے جس طریقے پر سردارانِ قریش کی ہوتی تھی۔ آپؓ نے قریش ہی کی طرح تجارت سے بڑی دولت پیدا کر لی تھی، جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت سے سرفراز فرمایا تو آپ پر ایمان لانے والوں میں جن لوگوں کا نام ہے ان میں سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ کی شخصیت بھی ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ حضرت ابوبکرؓ کے ہی ذریعہ ایمان لائے۔ قد آپؓ کا متوسط اور رنگ سفید مائل بہ زردی تھا۔ چہرے پر چیچک کے چند نشانات تھے، سینہ کشادہ تھا، داڑھی گھنی تھی، سر میں بال رکھتے تھے، اخیر عمر میں زرد خضاب بالوں میں لگاتے تھے۔

حضرت عثمانؓ کے فضائل

حضرت عثمان غنیؓ جب مسلمان ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کی نیکی اور حسن اخلاق کی وجہ سے بہت محبوب رکھا۔ انہیں اپنا مقرب اور معتمد بنالیا اور اس کے بعد اپنی صاحبزادی حضرت رقیہؓ سے ان کی شادی کر دی، جب ۲ ہجری میں حضرت رقیہؓ کا انتقال ہو گیا تو دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ سے آپؓ کا نکاح کر دیا۔ جب ان کا بھی انتقال ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اگر میرے اور لڑکیاں ہوتیں تو میں اسی طرح یکے بعد دیگرے تمہارے نکاح میں دیتا رہتا۔“ ابن

سعد کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری تیسری بیٹی ہوتی تو میں اس کو بھی عثمانؓ کے نکاح میں دے دیتا۔حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں نے پروردگار سے یہ دعا مانگی ہے کہ جس نے مجھ سے رشتہ داری کی یا میں نے جس سے رشتہ کیا وہ دوزخ میں نہ جائے۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک میں حضرت عثمان غنیؓ کا جو مرتبہ تھا وہ اس سے ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو ان دس صحابہ میں شامل کیا ہے جنہیں زندگی ہی میں جنت کی خوشخبری سنائی اور اپنے گھر والوں میں سے شمار فرمایا۔ ان کے شہید ہونے کی شہادت دی اور ارشاد فرمایا ''ہر نبی کا ایک رفیق ہوگا اور جنت میں میرے رفیق عثمانؓ ہوں گے۔''

ابن سعدؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمانؓ مسلمان ہوئے تو ان کے چچا حکم بن العاص نے ان کو رسی سے باندھ دیا اور کہا کہ تو نے اپنے باپ دادوں کا دین چھوڑا اور نیا دین اختیار کیا جب تک تو اس دین سے نہ پھرے گا میں تجھ کو نہ کھولوں گا۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا قسم ہے اللہ کی میں یہ دین نہیں چھوڑوں گا۔جب حکم نے ان کی پختگی دیکھی تو کھول دیا۔

حضرت عثمانؓ بڑے خدا ترس اور پرہیزگار شخص تھے۔ایک رکعت میں پورا کلام اللہ ختم کرتے، ساری رات عبادت میں گذار دیتے۔ ہر سال حج کرتے۔عہد کے بڑے پابند تھے، رازداری کا بڑا پاس رکھتے تھے۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ''ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے بعض رفقاء کو بلاؤ۔'' میں نے عرض کیا: ''حضرت ابوبکرؓ کو'' فرمایا ''نہیں'' میں نے کہا ''عمرؓ کو'' فرمایا ''نہیں'' میں نے عرض

کیا'' آپ کے چچیرے بھائی علیؓ کو'' فرمایا ''نہیں'' میں نے کہا ''عثمانؓ کو'' فرمایا ''ہاں'' جب وہ آ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ ''ہٹ جاؤ'' میں ہٹ گئی پھر آپؐ نے ان سے چپکے چپکے کچھ باتیں کہیں اور عثمانؓ کا رنگ بدلنے لگا۔ اس کے بعد جس دن عثمانؓ کے مکان کا محاصرہ ہوا تو ان سے پوچھا گیا کہ کیا آپؓ ان بلوائیوں سے نہیں لڑیں گے۔ انھوں نے کہا ''ہاں! نہیں لڑوں گا کیونکہ رسول اللہؐ نے مجھ سے عہد لیا تھا اور میں اس پر قائم رہوں گا۔''

حبشہ کی ہجرت

قریش مکہ نے جب مسلمانوں کو سخت تکلیفیں پہنچانا شروع کیں تو مسلمانوں نے شاہ حبشہ کے عدل اور نرم برتاؤ کا شہرہ سن کر ملک حبشہ کا رُخ کیا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اس ملک کا بادشاہ کسی پر ظلم نہیں ہونے دیتا۔ اور وہ سچائی کی سرزمین ہے۔ اس موقع پر جو لوگ مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کے لیے نکلے ان میں حضرت عثمانؓ بھی تھے ان کے ساتھ ان کی اہلیہ حضرت رقیہؓ بھی تھیں۔

آپؓ نے اسلام کی بلندی اور حق کو فروغ دینے کے لیے تجارت کو ترک کر دینے کی بھی کچھ پرواہ نہیں کی اور حبشہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ مہاجرین کو جب قریش کے ظلم وستم ترک کر دینے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اچھی طرح پیش آنے کا علم ہوا اور انہیں یہ اندازہ ہو گیا کہ قریش نے اپنی چالوں میں ناکام ہونے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانا اور تکلیف دینا چھوڑ دیا تو حضرت عثمانؓ مکہ واپس آ گئے۔

حضرت عثمانؓ کی مالی قربانیاں

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مخلص رفیق حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو حضرت عثمانؓ نے بھی مدینہ منورہ ہجرت کی۔ یہاں آ کر یہ خدمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مصروف ہو گئے اور اپنا مال حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اشاعت دین پر قربان کرنے لگے۔ مسلمانوں کو ''بیر رومہ'' سے پانی لینے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ یہ کنواں ایک یہودی کی ملکیت میں تھا اور وہ اس کا پانی مسلمانوں کے ہاتھ بیچا کرتا تھا یہ دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بھی ''بیر رومہ'' خریدے اور پھر اپنے ساتھ مسلمانوں کو پانی لینے دے اس کو جنت میں اس کا نیک بدلہ ملے گا۔ یہ سنتے ہی حضرت عثمان غنیؓ اس یہودی کے پاس گئے اور کنویں کے متعلق بات چیت کی۔ اس نے پورا کنواں بیچنے سے انکار کر دیا مگر آدھا بیچنے پر راضی ہو گیا۔ آپؓ نے آدھا کنواں بارہ ہزار درہم میں خرید لیا اور اس کو مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔ بعد میں یہودی نے کہا اب باقی نصف بھی تم ہی لے لو۔ حضرت عثمانؓ نے اسے بھی آٹھ ہزار درہم میں خرید لیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کو بڑھانے کا ارادہ کیا تو آپؐ نے فرمایا ہماری مسجد کو کون بڑھائے گا؟ اس وقت بھی حضرت عثمان غنیؓ نے کچھ زمین خریدی اور اسے مسجد نبوی میں شامل کر دیا۔ اسی طرح آپؓ اکثر معرکوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے اور اللہ کی راہ میں صرف مال ہی خرچ کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ خدا کی راہ میں اپنا خون بہانے کے لیے بھی آمادہ رہے۔ حضرت عثمان غنیؓ کو ''بدر'' کی شرکت سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہ تھی لیکن مجبوری تھی آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت رقیہؓ سخت بیمار تھیں ان کی دیکھ بھال کرنی پڑتی تھی اور راتوں کو جاگنا پڑتا تھا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مدینہ میں رہ

جانے کی اجازت دی۔ لیکن انہیں شرکاء ''بدر'' میں شمار فرمایا اور مال غنیمت میں سے حصہ بھی دیا گیا۔ حضرت رقیہؓ کا انتقال ۲ھ میں عین اس وقت ہوا جب کہ جنگ بدر میں فتح حاصل ہو چکی تھی۔

مواخاۃ

مکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کی مواخاۃ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے قائم کی تھی۔ مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد جب مہاجرین و انصار میں مواخاۃ قائم کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کی مواخاۃ قبیلہ بنی نجار کے حضرت اوسؓ بن ثابت بن منذر سے قائم کی جو بڑے مرتبے کے صحابی تھے۔ شاعر رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان بن ثابتؓ کے بھائی تھے اور ستر انصار کے ساتھ بیعت عقبہ ثانیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے پھر بدر و احد اور تمام غزوات میں شریک ہوئے۔

بیعت رضوان

پیغمبر اوّلین و آخرین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خواب کی تکمیل کے لیے ۶ھ میں اپنے چودہ سو جاں نثار صحابہ مع قربانی کے جانوروں جن کی گردنوں میں قلادے پڑے ہوئے تھے، عمرہ کے لیے مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے، جب مقام حدیبیہ پر آپ کا قافلہ پہنچا تو مشرکین مکہ کی مزاحمت کی بنا پر یہاں رکنا پڑا۔ سلسلۂ گفت وشنید شروع ہوئی، آخر کار صلح کے لیے حضرت عثمان بن عفانؓ کو قاصد کی حیثیت سے مکہ روانہ کیا گیا۔ حضرت عثمان سنجیدہ مزاج، حلیم الطبع، نرم خو اور بہت سی خوبیوں کے مالک

تھے۔ ویسے بھی خاندانِ قریش میں بنو امیہ کے بااثر صاحب وجاہت وثروت اور معزز شخص تھے۔ حضرت عثمانؓ مکہ میں داخل ہوئے تو ابان بن سعید نے اپنی پناہ میں لے لیا۔ آپؓ سردارانِ قریش سے ملتے رہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام صلح پہنچاتے رہے اور یہ بھی بتایا کہ آپ کا ارادہ صرف عمرہ کرنے کا ہے اور کوئی غرض نہیں۔ آخر کئی دن ہوگئے، حضرت عثمانؓ کی کوئی خیر خبر مقام حدیبیہ تک نہیں پہنچی۔ جب واپس ہونے لگے تو کفار نے خود درخواست کی ''تم مکے میں آئے تو، طواف کرتے جاؤ۔'' حضرت عثمانؓ نے جواب دیا کہ یہ مجھ سے نہیں ہوسکتا کہ حضورؐ تو روکے گئے ہوں اور میں طواف کرلوں۔ قریش کو اس جواب پر غصہ آیا جس کی وجہ سے انھوں نے حضرت عثمانؓ کو روک لیا۔ اُدھر یہ مشہور ہوگیا کہ دامادرسول حضرت عثمانؓ کو قریش مکہ نے شہید کردیا۔ اس وقت مسلمانوں میں ایک اضطراب کا عالم طاری تھا اور بڑا نازک موقع۔ صحابہؓ اپنے مستقر مدینہ منورہ سے اڑھائی سو میل دور اور جنگی ہتھیاروں سے بالکل خالی، اس نازک موقع پر آقائے دوجہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باوقار آواز بلند ہوئی۔

اللہ کے بندو! ہم صرف پُرامن طریقے سے عمرہ کرنے کے ارادہ سے آئے ہیں، ہم نے قریش کو ہر ممکن طریقہ سے اپنے پُرامن مقاصد کا یقین دلانے کی کوشش کی اور چاہا کہ وہ ہم سے معاہدہ کرلیں۔ آخر ہم نے عثمان بن عفان کو اپنا سفیر بنا کر بھیجا، کئی دن ہوگئے نہ تو خود واپس آئے اور نہ ان کی طرف سے کوئی خبر آئی، بلکہ کہا جا رہا ہے کہ وہ اب اس دنیا میں نہیں رہے۔ اگر یہ سچ ہے اس اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میں عثمان کے قصاص کے لیے اس وقت تک لڑوں گا جب تک میری گردن الگ نہ ہوجائے اور اللہ اپنا فیصلہ پورا نہ کردے۔ تم میں سے کون ہے جو میرے ہاتھ پر خون عثمان

کے لیے بیعت کرے۔ آپؐ نے حضرت عثمانؓ کی طرف سے اپنا داہنا دست مبارک بائیں دست مبارک پر رکھ کر فرمایا: ''یہ عثمان کی طرف سے بیعت ہے۔'' تمام صحابہؓ نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ اس بیعت کو بیعت رضوان کہا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ عثمان غنیؓ جو بیعت رضوان میں موجود نہ تھے، ''حدیبیہ'' سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مکہ اس واسطے بھیجا تھا کہ میری طرف سے کفار مکہ کو صلح کا پیغام پہنچا دیں اور کمزور مسلمانوں کو تسلی دیں، وہاں یہ شہرت ہوئی کہ حضرت عثمان غنیؓ مکہ معظّمہ میں شہید کر دیئے گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ سب مسلمان بیعت کریں کہ مال اور اولاد میں سے جو بھی اللہ کے کام میں آئے، دریغ نہ کریں گے تو جو وہاں موجود تھے سب نے اس بات پر حضرتؐ کے ہاتھ کے نیچے ہاتھ رکھ کر بیعت کی۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا اور فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے، اسی بیعت کا نام ''بیعت رضوان'' ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ '' ترجمہ: تحقیق اللہ تعالیٰ ان مومنوں سے راضی ہوا جبکہ یہ لوگ درخت کے نیچے آپؐ سے بیعت کر رہے تھے۔

اسی بیعت کا ذکر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے: ''ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ یداللہ فوق ایدیھم '' ترجمہ: جنھوں نے آپؐ سے بیعت کی انھوں نے اللہ تعالیٰ سے بیعت کی، اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔

اسی لیے حضرت عثمان غنیؓ اہل حدیبیہ میں شمار کیے گئے ہیں۔

جیش العسرہ

غزوۂ تبوک مشہور غزوہ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری غزوہ ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ روم کا بادشاہ مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کرر ہاہے اور بہت بڑا لشکر لے کر شام کے راستے سے مدینہ کو آرہا ہے۔ اس خبر پر ۵/رجب المرجب ۹ھ پنجشنبہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مقابلے کے لیے مدینہ سے روانہ ہوئے۔ چونکہ زمانہ سخت گرمی کا تھا اور مقابلہ بھی سخت تھا۔ اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف اعلان فرمایا دیا تھا کہ روم کے بادشاہ سے مقابلہ کے لیے چلنا ہے، تیاری کر لی جائے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس غزوہ کے لیے چندہ فرمانا شروع کیا۔ یہی وہ غزوہ ہے جس میں حضرت عثمان غنیؓ نے دین کی ترویج وترقی کے لیے دل کھول کر مال خرچ کیا۔

جیش العسرہ کے نام سے جو لشکر مشہور ہے (تنگی کا لشکر) اسے تیار کرنے میں حضرت عثمان غنیؓ نے بڑا حصہ لیا۔ آپؓ نے ۹۰۰ اونٹ، ۵۰ گھوڑے اور ۱۰۰۰ دینار دیئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اس مالی قربانی کی وجہ سے بہت خوش ہوئے۔

شیخین ابوبکرؓ وعمرؓ سے تعاون

حضرت ابوبکر صدیقؓ سے حضرت عثمان کے قبل اسلام سے دوستانہ تعلقات تھے۔ اسلام نے انہیں مزید تقویت بخشی۔ جب صدیق اکبرؓ خلیفہ ہوئے تو حضرت عثمانؓ نے ان کا بھرپور تعاون کیا۔ ان کے مشوروں میں شامل رہے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کو آپ کی اصابت رائے پر اس قدر اعتماد تھا کہ حضرت عمرؓ کی نامزدگی کے بارے میں آپ سے خصوصی مشورہ کیا اور اپنی وصیت ان ہی سے لکھوائی۔

حضرت ابوبکرؓ کے بعد آپؓ نے حضرت عمرؓ کی بیعت بھی بلاحیل وحجت کی اور امور

خلافت کی انجام دہی میں ان کے مشیر و معاون رہے۔آپؓ ان کی مجلس شوریٰ کے اہم رکن تھے۔طبری نے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کے عہد میں حضرت عثمانؓ ردیف کہلاتے تھے۔(ایسا شخص جس کے متعلق توقع کی جاتی ہو کہ امیر کے بعد وہ امیر ہوگا)

ابوبکرؓ و عمرؓ کے عہد میں آپؓ دینی مسائل میں فتویٰ دینے کے مجاز تھے،خاص کر وراثت سے متعلق مسائل میں آپ کو بڑی مہارت تھی اور لوگ آپ کی طرف رجوع کرتے تھے۔

جانشینی کے لیے حضرت عمرؓ کی وصیت

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی تو آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عثمانؓ کو اپنا معتمد اور کاتب بنایا اور ان سے اہم معاملات میں مشورہ لینے لگے۔اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے اپنے انتقال کے وقت حضرت عمرؓ کو خلیفہ منتخب کیا تو حضرت عثمانؓ کو بلا کر حضرت عمرؓ کی جانشینی کی تحریر لکھوائی۔دشمن کے ہاتھوں مجروح ہوجانے کے بعد جب حضرت عمرؓ کی حالت نازک ہوگئی اور آپ کا آخری وقت قریب آیا تو اس وقت ایک بڑا مسئلہ یہ تھا کہ آپ کا جانشین کون ہو! صحابہؓ کے بار بار اسرار کرنے پر حضرت عمرؓ نے چھ اشخاص کا نام لیا۔حضرت عثمانؓ،حضرت علیؓ،حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ،حضرت سعد بن ابی وقاصؓ،حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ کہ ان میں سے کسی کو خلیفہ بنالینا اور جب تک خلیفہ مقرر نہ ہوجائے اس وقت تک عبدالرحمٰن بن عوفؓ نماز پڑھائیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے اپنی جگہ حضرت صہیب رومیؓ کو امامت کی ذمہ داری سونپی۔جو کہ زمانۂ جاہلیت میں غلام رہے تھے اسلام نے انہیں عزت دی اور یہ مرتبہ بخشا کہ حضرت فاروق اعظمؓ کی شہادت کے بعد تین دن تک مسجد نبویؐ میں امامت کے فرائض

انجام دیئے جن میں حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور دوسرے اکابر صحابہ بھی موجود تھے۔

حضرت عثمانؓ کا انتخاب

حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد یہ لوگ مسور بن مخرمہؓ کے گھر جمع ہوئے اور باہم کئی روز تک خلافت کے بارے میں مشورہ ہوتا رہا، آخر میں یہ طے پایا کہ حضرت عثمانؓ کو خلیفہ منتخب کرلیا جائے۔ اس طرح آپ کو خلافت ملی اور لوگوں نے آپ سے بیعت کرنی شروع کی۔ سب سے پہلے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت علیؓ نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔ بعدہٗ تمام اکابر صحابہؓ اور عامۃ المسلمین نے بیعت کی۔

خطبہ خلافت

جب بیعت مکمل ہوگئی اور حضرت عثمان غنیؓ خلیفہ ہوگئے تو آپ نے خطبہ دیا

لوگو! تم ایک عارضی مقام پر ٹھہرے ہوئے ہو اور زندگی کی بقیہ منزلیں طے کر رہے ہو اس لیے جتنے خیر کے کام کر سکتے ہو انجام دو۔ تم دنیا میں آئے اور یہاں کے صبح و شام دیکھ چکے ہو۔ فریب دنیا، دنیا کی سرشت ہے۔

ہوشیار رہو کہ زندگی تمھیں دھوکے میں نہ ڈال دے اور فریبی شیطان تمھیں دھوکہ دے۔ جو لوگ مر گئے ان سے عبرت پکڑو، خیر کے کاموں میں لگے رہو۔ کہاں ہیں وہ دنیا والے جنھوں نے دنیا کو پسند کیا، آباد کیا اور اس سے مدتوں فائدہ

اُٹھایا کیا اس نے انہیں پھینک نہیں دیا۔ اس دنیا کو اسی طرح چھوڑ دو جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کی نسبت چاہا ہے اور آخرت کے طلب گار بن جاؤ۔''

حکام کے نام ہدایات

حضرت عثمان غنیؓ نے قائدین فوج، حکام وقت، محصلین زکوٰۃ اور عامۃ المسلمین کو شہر بہ شہر جو فرامین ارسال کیے ہیں ان میں انہیں نیکی کرنے اور برائی سے باز رہنے کی ترغیب دی اور ذمیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا اور خراج وصول کرنے والوں کو ان الفاظ میں نصیحت فرمائی:

''اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے وہ حق ہی قبول فرماتا ہے۔ اپنا حق لو اور دوسروں کا حق دو۔ امانت امانت ہے، اس کی پاسداری ضروری ہے اور تم امانت میں خیانت کر کے پہلے خائن نہ بن جاؤ ورنہ تم اپنے بعد والے خائنوں کے ساتھ بھی شریک گناہ رہو گے۔ وفا کرو، کسی یتیم پر ظلم نہ کرو اور نہ اس شخص پر کسی طرح کا ظلم کرو جس کا تمہارے ساتھ معاہدہ ہو چکا ہے۔ یاد رکھو جو اس کے ساتھ ظلم کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا دشمن ہے۔''

امیر المومنین حضرت عثمان غنیؓ کے چند سرکاری خطوط گورنروں کے نام

واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حکام اعلیٰ کو اس بات کی تاکید کی ہے کہ رعایا کی دیکھ بھال

کریں اوراس بات کی تاکید نہیں کی کہ رعایا سے ٹیکس وصول کریں۔مسلمانوں کے اولین حاکم رعایا کے خادم تھے۔محصل ٹیکس نہ تھے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے حکام اعلیٰ خدمت رعایا کے صحیح منصب سے ہٹ کر ٹیکس وخراج وصول کرنے کی تگ ودو میں لگ جائیں گے اگرایسا ہوا تو حیا، ایمانداری اور ایفائے عہد سب رخصت ہوجائیں گے۔یاد رکھئے سب سے زیادہ صحیح طرزِ عمل یہ ہے کہ آپ مسلمانوں کے مفاداور معاملات میں دلچسپی لیں۔اسلام کے دیئے ہوئے حقوق سے ان کو بہرہ ورکریں اوراسلام کے حقوق جو ان پر ہیں وہ ان سے وصول کریں۔مسلمانوں کے بعد ذمیوں کے مسائل و معاملات سے آپ کودلچسپی لینی چاہیے۔آپ کے ذمہ ان کے حقوق ہیں وہ ان کودیجئے اوران کے ذمہ آپ کے جوحقوق ہیں وہ ان سے لیجئے۔ذمیوں کے بعد دشمنوں سے آپ کا طرزِعمل درست ہونا چاہیے، ایمانداری اوروفائے عہد کے ذریعہ ان پر فتح حاصل کیجئے۔

سرحدی کمانڈروں کے نام

واضح ہو کہ آپ مسلمانوں کے نگہبان اور محافظ ہیں۔حضرت عمرؓ نے آپ کے لیے جو ضابطۂ سیرت مقرر کیا تھا۔اس سے ہم واقف ہیں بلکہ ہمارے مشورے ہی سے اسے مقرر کیا گیا تھا۔خیال رکھئے کہ آپ کی کسی بدعنوانی کی شکایت میرے پاس نہ آئے، اگرایسا ہوا تو آپ کا منصب چھن جائے گا اور آپ سے بہتر لوگوں کو آپ کی جگہ مقرر کیا جائے گا۔اپنی سیرت پر نظر احتساب رکھئے۔مجھ پر بحیثیت خلیفہ جو ذمہ داریاں ہیں میں انہیں ضرورانجام دوں گا۔

خراج افسروں کے نام

واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو حق وانصاف کے ساتھ پیدا کیا ہے، اس لیے وہ بس حق وانصاف ہی کو قبول کر سکتا ہے۔

لہٰذا جب آپ خراج وصول کریں تو حق وانصاف سے کام لیں اور جب دوسروں کے حقوق ادا کریں تو حق وانصاف کے ساتھ کریں۔ میری طرف سے دیانتداری کی سخت تاکید ہے۔ اس پر ثابت قدمی سے قائم رہیے ایسا نہ ہو کہ دیانت کا دامن سب سے پہلے آپ ہی کے ہاتھ سے چھوٹے اور اگلی نسلوں کی بددیانتیوں میں آپ کو بھی شریک کیا جائے۔ امانت و دیانت کے ساتھ ضروری ہے کہ آپ اپنے عہد و پیمان پر بھی قائم رہیں۔ کسی یتیم کا حق نہ ماریئے نہ کسی معاہد کے ساتھ زیادتی کیجئے کیونکہ ان کے ساتھ زیادتی کرنے والے سے خدا مواخذہ کرے گا۔

عامۃ المسلمین کے نام

مختلف صوبوں اور علاقوں کے عام مسلمانوں کے نام حضرت عثمانؓ نے ایک ہدایت نامہ تحریر کیا جو متعلقہ عمال نے مجمع عام میں پڑھ کر سنایا:

> ''تم اس بلند مرتبہ پر اللہ کے احکام کی پیروی اور اطاعت کی بدولت پہنچے ہو، خبردار! دنیا کی محبت تمہیں تمہارے فرائض سے غافل نہ کر دے۔ جب تمہارے اندر یہ تین چیزیں جمع ہو جائیں گی تو ملت اسلامیہ میں بدعت پھیل جائے گی۔
>
> (۱) نعمتوں کی تکمیل۔
>
> (۲) تمہاری اولادوں کا لونڈیوں اور باندیوں کے بطن سے پیدا ہونا۔

(۳) اعرابیوں (عرب بدوؤں) اور عجمیوں (غیر عربیوں) کا قرآن کی قرأت میں اختلاف۔"

آپؓ نے عدالت، امانت، دیانت اور عوام کی خیر خواہی ذمیوں کے حقوق کی ادائیگی، دشمنوں سے ایفائے عہد، احکام الٰہی کی اطاعت، محاسبۂ نفس کرتے رہنے اور بدعتوں سے بچنے پر زور دیا۔

قرآن کریم کی جمع وتدوین

قرآن کریم کے جمع کرنے کا شرف بھی حضرت عثمانؓ کو حاصل ہے۔ انہیں اس کام کی طرف حضرت حذیفہ بن الیمانؓ نے توجہ دلائی تھی جو آذربائیجان کی جنگ میں مسلمانوں کے قائد تھے، ان کی یہ بات حضرت عثمانؓ کے دل میں اتر گئی۔ اس اہم کام میں تاخیر اور سستی سے جن برے نتائج کا اندیشہ ہوسکتا تھا حضرت عثمانؓ نے ان کی تلافی کے لیے "مصحف" کی نقلیں کروانے پر فوراً توجہ کی۔

ام المومنین حضرت حفصہؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ والا قرآن پاک حضرت عثمانؓ کے پاس بھیج دیا۔

اب اس ضروری کام پر حضرت زید بن ثابتؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، سعد بن العاصؓ اور عبدالرحمٰن بن الحارثؓ مامور ہوئے اور حضرت عثمانؓ نے ان کو ہدایت فرمادی کہ جہاں کہیں قرأت میں اختلاف نظر آئے وہاں قریش کی قرأت لکھ دی جائے۔ اصل بات یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو منظور تھا کہ قرآن پاک ہر قسم کی ترمیم اور ردوبدل سے محفوظ رہے۔ چنانچہ باریٔ تعالیٰ خود فرماتا ہے "انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحفظون"
ترجمہ: بے شک ہم نے قرآن کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

حضرت عثمانؓ نے یہ کام انجام دے کر مسلمانوں پر احسان عظیم کیا۔ اگر آپؓ نے اپنی حکمت اور دور اندیشی سے اس امر کا انتظام نہ کیا ہوتا تو جتنی تبدیل و تحریف دوسری کتب سماوی میں ہوئی ہے قرآن پاک میں بھی اس کی کوشش کی گئی۔

حیا و پاسداری

حضرت عثمان غنیؓ کی عادت تھی کہ رات کو جب گھر والے سوئے ہوئے ہوتے تو آپ کسی کو نہ جگاتے ہاں! اگر کسی کو جاگتا پاتے تو اس سے فرما دیتے اور وہ آپ کے وضو کے لیے پانی لا دیتا۔ آپؓ میں ایک اور خصلت تھی جس نے آپ کو بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں دیگر صحابہؓ سے ممتاز بنا رکھا تھا اور وہ حیا تھی جس کو محدثین و سیرت نگار سب نقل کرتے ہیں۔ آپؓ کی خصوصی صفت حیا تھی چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ”فرشتوں کو بھی عثمان سے حیا آتی ہے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ کام کاج کا لباس پہنے ہوئے صحابہؓ کو بے تکلف اپنے پاس بلا لیا کرتے تھے۔ لیکن جس وقت حضرت عثمانؓ کو آنے کی اجازت دیتے تو بڑا پاس و لحاظ کرتے اور فرماتے ہم ایسے شخص سے کیوں نہ حیا کریں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی رائیں حضرت عثمانؓ کی نسبت

حضرت عائشہؓ کو جب حضرت عثمانؓ کے شہید ہو جانے کی خبر ہوئی تو فرمایا لوگوں نے انہیں قتل کر دیا، خدا کی قسم وہ سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے، سب سے زیادہ پرہیزگار اور خدا ترس تھے۔ وہ تو ان دس صحابہؓ میں سے تھے جنہیں زندگی ہی میں حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے آپؓ کے یہ اوصاف بیان کئے ہیں:

''اللہ تعالیٰ ابوعمرو پر رحم فرمائے۔ خدا کی قسم وہ سب سے زیادہ کریم اور نیکوں میں سب سے زیادہ بہتر تھے۔ شب بیدار اور سحر خیز تھے۔ دوزخ کے ذکر پر بہت روتے تھے، ہر نیکی میں آگے اور عطاء و بخشش میں سب سے آگے رہتے۔ بڑے باحیاء و باوفا اور غیور تھے۔ جو ان پر لعنت کرے اس پر قیامت تک لعنت کرنے والوں کی لعنت پڑتی رہے۔''

فتوحاتِ عثمانی

آپؓ نے خلیفہ ہوتے ہی ایک تقریر کی، گورنروں اور فوج کے سرداروں کے نام حکم بھیجا کہ رعایا کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کریں۔ اس کے بعد انتظامات شروع کئے، ایران حضرت عمرؓ کے زمانہ میں فتح ہوگیا تھا لیکن ''یزدگرد'' بادشاہ ایران زندہ تھا جس کی وجہ سے آئے دن کوئی نہ کوئی فساد ہوتا رہتا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے اس طرف پوری توجہ کی چند دن میں یزدگرد مارا گیا۔ اس کے بعد اس قسم کے جھگڑے ہمیشہ کے لیے ختم ہوگئے۔ خراسان، سیستان، افغانستان اور خوارزم سے لے کر سندھ تک مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا۔ ایران پہلے ہی فتح ہو چکا تھا اب مسلمان ''آرمینیہ'' کے علاقہ میں بھی داخل ہوگئے اور ''طفلس'' تک فتح کر لیا۔ ابھی تک مسلمانوں کے پاس بحری جنگی جہاز بالکل نہ تھے۔ اس لیے سمندر میں رومیوں کا مقابلہ نہ کر پاتے تھے۔ شام کے گورنر حضرت امیر معاویہؓ نے اس طرف توجہ کی، تھوڑے ہی دنوں میں ایک زبردست بحری

بیڑ ابنا کر ''قبرص'' پر قبضہ کرلیا اور خشکی وتری دونوں پر اسلام کا جھنڈا لہرانے لگا۔

مصر حضرت عمرؓ کے زمانہ میں فتح ہو چکا تھا اور ''اسکندریہ'' کے متعلق رومیوں سے صلح ہوگئی تھی لیکن انھوں نے وعدہ خلافی کی اور موقع پا کر سمندر کے راستے سے پھر فوجیں اُتروا دیں۔ حضرت عمرو بن العاصؓ کو معلوم ہوا کہ تو بڑھ کر سخت شکست دی اور شہر پر قبضہ کر کے فصیل توڑ ڈالی تا کہ پھر کوئی کھٹکا باقی نہ رہے۔ ۲۷ھ میں حضرت عمرو بن العاصؓ کی جگہ عبداللہ بن سعدؓ مصر کے گورنر مقرر ہوئے۔ انھوں نے شمالی افریقہ کے علاقے ''طرابلس''، ''تیونس''، ''مراکش'' اور ''الجزائر'' وغیرہ فتح کر لیے اور یورپ کی سرحد تک مسلمان پہنچ گئے۔ اسی زمانہ میں انھوں نے ''ہسپانیہ'' پر بھی حملہ کیا، اسی عہد میں ''ہرقل'' بادشاہ روم نے ایک مرتبہ پھر اپنا ملک واپس لینے کی ناکام کوشش کی اور سمندر کی راہ سے شام کے ساحل پر حملہ کیا لیکن اس مرتبہ مسلمانوں کے پاس بحری بیڑہ موجود تھا۔ حضرت امیر معاویہؓ خود اپنا بیڑہ لے کر پہنچے۔ کھلے میدان جنگ میں گھمسان کی لڑائی ہوئی جس میں رومیوں کو شکست ہوئی۔ اس کے بعد پھر انھوں نے کبھی ایسی ہمت نہ کی۔ مشرق کا قریب قریب کل علاقہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں فتح ہو چکا تھا ان میں سے بعض بعض مقاموں پر بغاوتیں ہوئیں حضرت عثمانؓ نے نہایت مستعدی سے انہیں فرو کیا۔ اسی سلسلے میں آرمینیہ، آذربائیجان اور ایران کے گوشوں کے بعض وہ علاقہ جورہ گئے تھے، فتح ہوگئے۔ خراسان، افغانستان اور ترکستان میں بعض نئے علاقے زیر نگیں ہوئے۔ ماوراء النہر پر مسلمانوں نے فوج کشی کی لیکن وہاں کے باشندوں نے صلح کر لی۔

فتوحات عثمانی کی وسعت وخصوصیت

حضرت فاروق اعظمؓ کے عہد میں تقریباً ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل رقبہ مملکت

اسلامیہ میں شامل ہوا۔ اگر عہد عثمانی کی مشرقی اور مغربی فتوحات کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ عثمانی فتوحات بھی اپنی وسعت، رقبہ اور اہمیت کے لحاظ سے فاروقی فتوحات سے کم نہیں ہیں۔ مسلمان جیحون اور فرات سے لے کر بحر اوقیانوس کے ساحل تک پھیل گئے۔

عہد عثمانی میں مسلمانوں نے وسط ایشیاء اور شمالی افریقہ میں جو فتوحات حاصل کیں وہ تاریخ اسلام کا ایک سنہری باب ہے۔

خلافت راشدہ کی وسعت اپنی انتہاء کو پہنچ گئی، مختلف نسلوں، رنگوں، مذہبوں، عقیدوں، تہذیبوں اور معاشرتوں کی حامل قومیں اور قبیلے اسلام کے حلقہ اقتدار میں شامل ہو گئے۔

خلافت عثمانی کے پہلے چھ سات سال بغاوت فرو کرنے، فوجی اور سیاسی اہمیت کے علاقہ فتح کرنے میں صرف ہوئے۔ اس دوران نظم و نسق میں بھی بہتری رہی، کوئی انتشار نہیں ہوا۔ مال غنیمت کی افراط ہوئی، زراعت و تجارت کو بھی فروغ ہوا۔ حضرت عثمانؓ نے مفتوحہ علاقوں میں قلعے تعمیر کرائے، زراعت کی، آب پاشی کے لیے نہریں کھدوائیں، سڑکیں بنوائیں، ان کے کنارے سایہ دار اور پھل دار درخت لگوائے، تجارت اور تجارتی قافلوں کی حفاظت کے لیے پولیس کا باقاعدہ ادارہ قائم کیا اور تعمیر و ترقی کے لیے مختلف اقدامات کیے تاکہ رعایا کو امن و امان، تحفظ، انصاف اور خوشحالی کی زندگی میسر آ سکے۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت

شروع میں حضرت عثمانؓ کا زمانہ بہت اچھا رہا، مسلمان چاروں طرف بڑھتے

چلے جا رہے تھے، اگر دو چار برس اور یہی حالت رہتی تو ساری دنیا پر اسلام کا جھنڈا لہرانے لگتا لیکن چند شر پسندوں نے سارا کام بگاڑ دیا۔

حضرت عثمانؓ کی مروت، حلم، فطری سیادت اور صلہ رحمی کے جذبہ سے فائدہ اُٹھا کر بعض عثمانی افسر حضرت عثمان غنیؓ کی ہدایات اور مزاج کے خلاف ان باغیوں کے جواب میں بعض غلط سیاسی طریقے اختیار کر رہے تھے۔ جس کا الزام یہ باغی دانستہ طور پر حضرت عثمانؓ پر لگا کر عوام کو ان کے خلاف بدظن کرنے پر کامیاب ہو رہے تھے۔ یہودی اسلام کے سخت دشمن تھے اور ہیں۔ شروع میں انھوں نے تلوار کے زور سے مسلمانوں کو ختم کر دینا چاہا اور اس کے لیے جان توڑ کوشش کی لیکن جب کچھ نہ ہو سکا تو دوست بن کر نقصان پہچانے کا ارادہ کیا۔ عبداللہ بن سبا یمن کا ایک یہودی تھا، اسلام کی ترقی اس سے دیکھی نہ جاتی تھی لیکن کرتا کیا، اتنی طاقت نہ تھی کہ کھل کر مقابلہ کرتا۔ آخر کچھ سوچ کر مسلمان ہو گیا، اب رات دن وہ اس فکر میں رہتا کہ کسی طرح مسلمانوں میں پھوٹ پڑ جائے۔ آخر سوچتے سوچتے ایک بات اس کی سمجھ میں آ گئی۔ اس نے دیکھا کہ حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت قریبی عزیز ہیں ویسے بھی مسلمانوں میں ان کی بڑی عزت ہے۔ اگر ان کے نام پر حضرت عثمانؓ کے خلاف کام کیا جائے تو بہت جلد کامیابی ہو سکتی ہے۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ عرب میں صحابہؓ کا اثر کافی موجود تھا۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ چکے تھے اور اسلام کو بہت اچھی طرح سمجھتے تھے۔ اس لیے یہاں ایسی باتیں چل نہیں سکتی تھیں۔ عراق کا علاقہ نیا نیا فتح ہوا تھا اگرچہ یہاں اسلام کافی پھیل گیا تھا لیکن ابھی تک لوگوں کے دلوں سے ایرانی بادشاہ پرستی کا اثر دور نہیں ہوا تھا۔ عبداللہ بن سبا نے سوچا اس سے بہتر اور کون سی جگہ

ہوسکتی ہے۔ ”فوراً یمن سے چل کر بصرہ آیا اور یہاں پہنچ کر اپنا کام شروع کر دیا۔“

یہ لوگوں سے ملتا اور کہتا کہ عجیب بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کے عزیز قریب تو یوں ہی رہ گئے اور اِدھر اُدھر کے لوگ خلیفہ بن بیٹھے۔ اب بھی وقت ہے کہ حضرت عثمان کو ہٹا کر ان کی جگہ حضرت علی کو بادشاہ بنا دو۔ وہاں صحابہؓ ہوتے تو جواب دیتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا دین پھیلانے آئے تھے، خدانخواستہ کچھ اپنے خاندان میں بادشاہت قائم کرنے تھوڑے ہی آئے تھے، آپؐ نے تو خود ہی فرما دیا تھا کہ نبی کوئی وراثت نہیں چھوڑتے۔ لیکن یہاں کون تھا جو جواب دیتا۔ عراقی اور ایرانی بھلا ان باتوں کو کیا سمجھتے۔ ان کی ساری عمر بادشاہوں کے آستانوں پر جبہ سائی کرتے گزری تھی۔ انھوں نے تو زندگی بھر یہی سیکھا تھا کہ باپ کے بعد بیٹا اور بیٹے کے بعد پوتا تخت پر بیٹھتا ہے۔ انہیں یہی معلوم تھا کہ اسلام خاندان، نسل اور خون کے بندھن کاٹنے آیا ہے اور وہ ایک ایسی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے جس میں بادشاہ یا امیر وراثت اور خاندانی اثر کی وجہ سے نہیں بلکہ ذاتی قابلیت اور قوم کی رائے سے منتخب ہوگا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ ابن سبا کی باتیں عراقیوں کے دل میں اثر کر گئیں، رفتہ رفتہ بصرہ کے گورنر عبداللہ بن عامر کو خبر ہوئی، انھوں نے اسے شہر سے نکلوا دیا۔ اب یہ شخص کوفہ پہنچا، وہاں بھی اسی قسم کی شرارت کی اور کچھ دن کے بعد وہاں سے بھی نکالا گیا۔ یہاں سے شام گیا لیکن وہاں حضرت امیر معاویہؓ کی وجہ سے اس کی کوئی تدبیر نہ چلی۔ وہاں سے بھاگ کر مصر پہنچا، یہاں اس نے چپکے چپکے اپنا کام شروع کیا اور تھوڑے ہی دنوں میں اچھی خاصی جماعت بنالی۔

حد تو یہ ہے کہ نام بدل بدل کر نئی نئی جگہوں سے مختلف شہروں میں طرح طرح کے خطوط بھیجے، جن میں اپنے شہروں کی بری حالت دکھاتا اور افسروں کا ظلم بیان کرتا۔ لوگ بیچارے کیا جانتے کہ اصل قصہ کیا ہے، پڑھ کر افسوس کرتے اور کہتے کہ شکر ہے کہ ہم اس مصیبت سے بچے ہوئے ہیں۔ غرض کہ چند ہی برس میں سارے ملک میں یہی چرچا ہونے لگا۔ مدینہ منورہ میں بھی اسی قسم کی خبریں آنی شروع ہوگئیں۔ لوگوں نے حضرت عثمان غنیؓ کو خبر دی اور کہا ذرا دریافت تو فرمایئے، واقعہ کیا ہے؟ آپؓ نے اس غرض سے کئی معتبر آدمی روانہ فرمائے۔ سب نے واپس آکر بیان کیا کہ کہیں کوئی خرابی نہیں ہے، ہر جگہ امن ہے اور تمام کام پہلے کی طرح خیر وخوبی سے ہو رہے ہیں لیکن سبائی (ابن سبا کے آدمی) برابر جھوٹ پھیلاتے رہے، اس کا اثر یہ ہوا کہ سارے علاقہ میں حضرت عثمانؓ اور ان کے افسروں کے خلاف جھوٹے قصے مشہور ہوگئے۔ یہاں تک کہ مدینہ منورہ میں بھی یہ ذکر ہونے لگا۔

جب چرچا زیادہ ہوا تو حضرت عثمانؓ نے افسروں کو حکم بھیجا کہ حج کے موقع پر حاضر ہوں۔ جب سب جمع ہوئے تو پوچھا کہ آخر یہ معاملہ کیا ہے اور یہ خبریں کیوں پھیل رہی ہیں۔ افسروں نے کہا کہ صاف صاف پتہ نہیں چلتا ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ چند شر پسند مل کر اس قسم کی خبریں اُڑاتے ہیں، ہمیں چاہئے کہ ایسے لوگوں کو پکڑ کر قتل کر دیں، تاکہ یہ فتنہ دب جائے۔ لیکن حضرت عثمانؓ بہت ہی نرم مزاج اور رحم دل تھے، اپنے امکان پر رعایا کا خون بہانا نہیں چاہتے تھے۔ علاوہ ازیں سبائی ابھی تک اچھی طرح ظاہر نہیں ہوئے تھے۔ اس لیے بھی آپؓ نے صرف شبہ کی بنیاد پر اتنی سخت کاروائی کی اجازت نہیں دی اور یہ آگ یونہی چپکے چپکے سلگتی رہی۔ کچھ دنوں کے بعد کوفہ، بصرہ اور

مصر تینوں مقامات سے سبائی آپس میں طے کرکے مدینہ منورہ روانہ ہوئے اور شہر کے باہر ٹھہر گئے۔ حضرت عثمانؓ کو معلوم ہوا تو آپؓ نے ان لوگوں کو بلایا اور سب صحابہؓ کے سامنے ان سے کہا کہ اپنی شکایتیں بیان کریں۔ جب یہ سب کچھ کہہ چکے تو آپؓ نے ہر بات کا پورا پورا جواب دیا اور اچھی طرح سمجھایا کہ صورت کیا ہے۔ آپؓ نے فرمایا کہ میں جو کچھ کرتا ہوں اپنے ذاتی مال سے کرتا ہوں، سرکاری خزانہ سے کبھی ایک حبہ بھی اپنے عزیزوں کو نہیں دیتا۔ میرا تو یہ حال ہے کہ اپنے خرچ کے لیے بھی ایک پیسہ سرکاری خزانہ سے نہیں لیتا ہوں۔ آپؓ نے فرمایا کہ تم لوگ کہتے ہو کہ مروان بن حکم کو مکہ معظّمہ آنے کی اجازت کیوں دی۔ تو بھائی اس میں میرا کیا قصور ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی اپنی زندگی میں اجازت دے دی تھی۔ اب میں روکنے والا کون ہوں۔ تم لوگ کہتے ہو کہ میں نے نوجوانوں کو حاکم بنا دیا ہے تو یہ کوئی بری بات نہیں۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ کو جو بہت کم عمر تھے بڑے بڑے سن رسیدہ صحابہ پر امیر بنایا تھا اس وقت ان کی عمر صرف سترہ سال کی تھی۔ میں نے جسے امیر بنایا ہے اس کی لیاقت عقل، دینداری اور ایمانداری کو جانچ کر امیر بنایا ہے۔ تم لوگ کہتے ہو کہ میں نے عبداللہ بن مسعود کو ایک بڑی رقم کیوں دی۔ حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ خلیفہ کو انعام واکرام دینے کا اختیار ہے۔ انھوں نے افریقہ کی فتح میں بڑی محنت کی تھی اس پر خوش ہو کر یہ انعام دیا گیا لیکن پھر بھی لوگوں کی ناخوشی کے خیال وہ واپس لے لیا گیا۔ غرض حضرت عثمانؓ نے ان کی ایک ایک بات کا پورا پورا جواب دیا۔ ہر جواب پر صحابہؓ سے پوچھتے جاتے تھے کہ ٹھیک ہے یا نہیں۔ سب کہتے کہ بالکل صحیح اور درست۔

حضرت عثمانؓ نے ہر بات اس طرح صاف کر دی تھی کہ کوئی جائز شکایت ہوتی تو

ختم ہوگئی ہوتی لیکن ان لوگوں کا مقصد یہ تھوڑے ہی تھا۔ یہ تو صرف فساد چاہتے تھے۔ چنانچہ واپس جا کر پھر اِدھر اُدھر خط و کتابت شروع کی اور غلط سلط باتیں پھیلانے لگے اور اگلے سال حج و زیارت کے نام سے کوفہ، بصرہ اور مصر سے سولہ سولہ سو آدمی چلے۔ اس خیال سے لوگ شبہ نہ کریں چار حصوں میں تقسیم ہو کر آگے پیچھے روانہ ہوئے اور مدینہ منورہ سے تین منزل پہلے ٹھہر گئے۔ پہلے مدینہ منورہ کی حالت دیکھنے کے لیے دو آدمی روانہ ہوئے۔ پھر موقع دیکھ کر کچھ اور زیادہ لوگ آئے۔ حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ سے ملے۔ ان سے حضرت عثمانؓ کی برائیاں کیں اور کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ان کے بجائے آپ لوگ خلافت کا کام سنبھال لیں۔ جب ان تینوں بزرگوں نے صاف انکار کر دیا تو یہ لوگ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس گئے اس کے بعد پھر اکٹھا ہو کر سب نے مدینہ منورہ پر دھاوا بول دیا اور آ کر حضرت عثمانؓ کا مکان چاروں طرف سے گھیر لیا اور شہر میں اعلان کر دیا کہ جو شخص خیریت چاہتا ہو ہتھیار رکھ دے۔ حضرت علیؓ نے جا کر پوچھا کہ ابھی تم تو چلے گئے تھے اب کیوں واپس آئے۔ مصر والے بولے ہم تو چپ چاپ جا رہے تھے راستہ میں ہم نے ایک خط پکڑا جس میں لکھا ہے کہ جب ہم مصر پہنچیں تو قتل کر دیے جائیں۔ یہ سن کر حضرت علیؓ نے کوفہ اور بصرہ والوں سے پوچھا کہ تم کیوں آئے ہو، انھوں نے بھی یہی جواب دیا۔ اب ان لوگوں کا جھوٹ بالکل ظاہر تھا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تم سب کا راستہ تو الگ الگ ہے آخر تین منزل کے بعد تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ مصریوں کے لیے اس قسم کا حکم جا رہا ہے۔ اللہ کی قسم تم سب جھوٹے ہو، تم نے پہلے ہی ساز باز کر رکھی تھی، کوئی بات ہوتی تو جواب دیتے۔ جھوٹ کہاں تک چلتا۔ حضرت علیؓ کے اعتراض پر یہ سب ہکا بکا ہو کر رہ گئے۔

جب کچھ جواب نہ بن پڑا تو کہنے لگے آپ جو چاہیں کریں ہم تو اس خلیفہ کو قتل کر کے رہیں گے۔ اس میں آپ بھی ہمارا ساتھ دیں۔ حضرت علیؓ نے ان پر لعنت ملامت کی اور کہا ہرگز میں تمہارا ساتھ کسی طرح نہیں دے سکتا۔

حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے ساتھ بھی ایسی باتیں کیں، انھوں نے بھی ڈانٹا اور ان پر لعنت ملامت کی لیکن ان پر کوئی اثر نہ ہوا اور یہ سیدھے حضرت عثمانؓ کے پاس گئے اور جعلی خط پیش کیا۔ یہ خط ایسا صاف بنا ہوا تھا کہ حضرت عثمانؓ نے دیکھتے ہی انکار کیا کہ یہ نہ میرا خط ہے اور نہ اس کی بابت کچھ جانتا ہوں۔

ان کا تو منشاء ہی کچھ اور تھا اس لیے یہی رٹ لگاتے رہے کہ نہیں ہم نہ مانیں گے یہ تو آپ کا ہی خط ہے۔ گھر پہلے ہی گھیر چکے تھے، چند دنوں کے بعد باہر نکلنا، بیٹھنا، دانا پانی سب بند کر دیا۔

بڑا نازک وقت تھا، بڑے بڑے صحابہؓ گھروں میں بند تھے۔ کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ باہر نکل سکیں۔ سارے شہر میں انہیں شیطانوں کا قبضہ تھا۔ حضرت علیؓ نے جب دیکھا کہ وہ حضرت عثمانؓ کو نہیں بچا سکتے اور باغی ان کو بھی بدنام کرنا چاہتے ہیں تو اپنے صاحبزادوں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو حضرت عثمانؓ کی حفاظت کے لیے بھیج دیا۔
بائیس روز کے محاصرے کے بعد باغی پشت مکان سے اوپر چڑھ کر اندر پہنچے اور بعض لوگ پڑوس کے مکانوں سے کود کر گئے۔ حضرت عثمانؓ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے۔ باغیوں نے تلوار ماری تو ''**فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم**'' پر خون کے قطرے گرے۔ آپ نے ۱۸؍ذی الحجہ ۳۵ھ کو جام شہادت نوش فرمایا۔

حضرت عثمانؓ کی وصیت

فتنہ پردازوں نے جب حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا تو ان کے گھر کی تلاشی لینی شروع کی۔ انہیں ایک صندوق ملا اسے کھولا تو اس میں ایک کاغذ ملا، اس پر لکھا تھا ’’عثمان کی وصیت‘‘ وصیت کے الفاظ یہ تھے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

’’عثمان بن عفان گواہی دیتا ہے کہ اللہ واحد کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ بلا شبہ جنت حق ہے اور اللہ تعالیٰ قبر والوں کو اس دن کے لیے زندہ کرے گا جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ عثمان اسی پر زندہ رہا اور اسی پر مر رہا ہے اور اسی پر ان شاء اللہ تعالیٰ اُٹھایا جائے گا۔‘‘

صدر مقاموں کے مسلمانوں کے نام حضرت عثمانؓ کا آخری مکتوب

خلیفۂ مظلوم حضرت عثمان غنیؓ نے یہ خط اس وقت لکھا جب باغیوں نے ان کے گھر کا محاصرہ کر لیا تھا اور حالات نہایت نازک ہو چکے تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

’’اللہ عز وجل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بشیر و نذیر بنا کر بھیجا، انھوں نے اللہ کے احکام لوگوں تک پہنچائے اور جب اپنا کام

پورا کر چکے تو پھر اپنے رب سے جا ملے۔ انھوں نے ہمارے لیے ایک کتاب چھوڑی جس میں جائز و ناجائز نیز ان امور کا ذکر ہے جو مقدر ہو چکے ہیں اور جن کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی پسند و ناپسند سے بے نیاز ہو کر نافذ کیا۔ ان کے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ خلیفہ ہوئے، پھر مجھے میرے علم اور خواہش کے بغیر اصحاب شوریٰ میں شامل کیا گیا۔ انھوں نے خاص و عام کی متفقہ رائے سے اور میری خواہش کے بغیر مجھے خلیفہ منتخب کیا۔ خلیفہ ہو کر میں نے بھلے کام کئے اور ایسی روِش اختیار نہیں کی جس پر کسی کو اعتراض ہو یا ناگواری کا موقع ملتا۔ میں اپنے کاموں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخینؓ کا تابع رہا اور خود متبوع بننے کی کوشش نہیں کی (دولت و فرصت پا کر) لوگوں کا میلان شر اور فتنے کی طرف ہوا، تو حسد و کینہ ان کے دلوں میں جاگ اُٹھا اور ذاتی فائدے کا بھوت ان کے سر پر سوار ہو گیا۔ حالانکہ نہ تو میں نے قابل گرفت کوئی کام کیا اور نہ ماضی میں کسی ایسے فعل کا مرتکب ہوا جس کے انتقام کی خواہش دلوں میں ہوتی۔ کینہ اور حسد نے ان کو منافق بنا دیا، ان کے دلوں میں کچھ ہوتا ہے اور زبان سے کچھ کہتے ہیں۔ وہ ایسے کاموں پر مجھے برا بھلا کہنے لگے جن کو (ابوبکرؓ و عمرؓ کے عہد میں) انھوں نے بخوشی قبول کیا تھا اور ایسے فیصلوں پر مجھے مطعون

کرنے لگے جو نہایت مناسب ہوتے اور اہل مدینہ کے
مشورے سے کیے جاتے۔ برسوں میں ان کی نکتہ چینی اور عیب
جوئی برداشت کرتا رہا۔
ان کی حرکتیں آنکھوں سے دیکھتا اور ان کی باتیں کانوں سے سنتا
لیکن انہیں کوئی سزا نہ دیتا۔ انھوں نے میرے صبر وتحمل کو کمزوری
سمجھا ان کی جرأت اتنی بڑھی کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے گھر، مزار اور ہجرت گاہ میں میرے اوپر حملہ کر دیا۔
بہت سے بدو عرب ان کے ساتھ ہو گئے ہیں اور انھوں نے ان
عربوں کی طرح جو ''اُحد'' میں ہم پر حملہ آور ہوئے تھے، یورش
کر دی ہے۔ آپ میں سے جس جس کے لیے ممکن ہو میرے
پاس آجائے۔ والسلام''

حضرت عثمانؓ کی ازواج واولاد

حضرت عثمان ذوالنورینؓ کی آٹھ بیویاں یکے بعد دیگرے ہوئیں حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ، یہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں ہیں۔ ناجیہ، ام عمرو، فاطمہ، ام البنین، رملہ، ناہلہ۔ آپ کے کل گیارہ صاحبزادے اور چھ صاحبزادیاں ہوئیں۔ عمر، عبداللہ اکبر، عبداللہ اصغر، ان تینوں کا بچپن میں انتقال ہو گیا۔ آبان، خالد، سعید، عتبہ، ولید، شیبہ، مغیرہ، عبدالملک، مریم، ام سعید، عائشہ، ام آبان، ام عمرو، ام البنین رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ حضرت ام کلثومؓ سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ حضرت رقیہؓ سے تین صاحبزادے ہوئے اور ان تینوں کا بچپن میں انتقال ہو گیا۔

حضرت عثمانؓ کے متعلق صحابہ کرامؓ کے بعض اقوال

حضرت علی کرم اللہ وجہہ، قیس بن عبادؒ کہتے ہیں کہ میں نے جنگ جمل میں حضرت علیؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے اللہ! میں تیرے سامنے خون عثمانؓ سے بیزاری ظاہر کرتا ہوں، جس روز عثمانؓ شہید ہوئے، مجھے اس قدر غم ہوا کہ میری عقل زائل ہوگئی اور مجھے اپنی زندگی بری معلوم ہوئی۔ لوگ مجھ سے بیعت کرنے آئے تو میں نے کہا کہ میں اللہ سے حیا کرتا ہوں کہ ان لوگوں کی بیعت قبول کروں، جنھوں نے ایسے شخص کو قتل کیا جس کی شان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں اور مجھے اس بات سے شرم آتی ہے کہ عثمانؓ شہید کر دیئے گئے اور ان کو دفن سے بھی روکا جاتا ہے۔

حضرت حسن بن علیؓ: ایک روز حضرت حسنؓ خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے لوگو! آج شب میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے کہ میں نے حق تعالیٰ کو دیکھا ہے کہ عرش کے اوپر جلوہ فرما ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور عرش کے ایک پایہ کے پاس کھڑے ہوگئے، پھر ابوبکر صدیقؓ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہوگئے، اس کے بعد حضرت عثمانؓ آئے، ان کے ہاتھ میں ان کا کٹا ہوا سر تھا اور انھوں نے آکر کہا اے پروردگار! اپنے بندوں سے پوچھ کہ مجھے کس جرم میں قتل کیا ہے؟ ان کے یہ کہتے ہی دو پرنالے خون کے زمین پر بہا دیئے گئے، کسی نے حضرت علیؓ سے کہا کہ حضرت حسنؓ ایسا بیان فرماتے ہیں تو انھوں نے جواب دیا کہ جو کچھ انھوں نے دیکھا ہے سچ کہتے ہیں۔

حضرت سعد بن زیدؓ فرماتے تھے کہ اے لوگو! تم نے جو ظلم حضرت عثمان پر کیا اگر

اس کی وجہ سے اُحد پہاڑ ہٹ جاتا تو حق بجانب تھا۔

حضرت عبداللہ بن سلامؓ فرمایا کرتے تھے کہ دیکھو حضرت عثمانؓ کو قتل نہ کرنا ورنہ پھر تمہاری تلوار قیامت تک آپس میں چلتی رہے گی۔ جب کوئی قوم اپنے نبی کو قتل کرتی ہے تو اس کے بدلے ستر ہزار آدمی قتل کئے جاتے ہیں اور خلیفہ نبی کو قتل کرتی ہے تو اس کے بدلے پینتیس ہزار آدمی قتل ہوتے ہیں اور شہادت کے بعد فرمایا کہ لوگوں نے اپنے اوپر فتنے کا دروازہ کھول لیا ہے جواب قیامت تک بند نہ ہوگا۔

حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے تھے کہ اگر عثمانؓ مجھے سر کے بل چلنے کا حکم دیتے تو میں سر کے بل چلتا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے تھے کہ اگر سب لوگ عثمانؓ کے قتل پر متفق ہو گئے ہوتے تو یقیناً آسمان سے پتھر برس پڑتے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر سن کر فرمایا کہ لوگوں نے انہیں قتل کر دیا حالانکہ وہ سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے اور سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والے تھے۔

عثمانؓ کے بعض حالات وکرامات اور چند کلمات

حضرت عبداللہ بن شدّاد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمانؓ کو ان کے زمانۂ خلافت میں جمعہ کے دن منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے دیکھا اس وقت جو لباس وہ پہنے ہوئے تھے اس کی قیمت چار پانچ درہم سے زیادہ نہ ہوگی۔

ابو قلابہؓ کہتے ہیں کہ میں ملک شام میں تھا، ایک شخص کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہائے! آتش دوزخ سے میری خرابی! میں نے دیکھا تو اس کے دونوں ہاتھ پاؤں

کٹے ہوئے تھے، منھ کے بل زمین پر گرا ہوا تھا، میں نے اس کا حال پوچھا، تو اس نے کہا کہ میں ان لوگوں میں تھا جو حضرت عثمانؓ کے گھر کے اندر انہیں شہید کرنے کو گئے تھے۔ جب میں قریب ان کے گیا تو ان کی بیوی نے شور کیا میں نے ایک طمانچہ ان کو مار دیا، حضرت عثمانؓ نے مجھ کو بد دعا دی کہ اللہ تیرے ہاتھ پاؤں کاٹ دے اور تجھے دوزخ میں ڈال دے۔ یہ سن کر میرے بدن پر لرزہ ہو گیا اور میں بھاگ اُٹھا مگر اب میری حالت یہ ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔ ہاتھ پاؤں تو میرے کٹ چکے بس اب آتش دوزخ میں جانا باقی ہے۔ یہ سن کر میں نے کہا کہ جا دور ہو۔

امام مالکؒ سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت عثمانؓ کا گزر مقام ''حش کوکب'' میں ہوا۔ آپ وہاں کھڑے ہو گئے اور آپ نے فرمایا کہ عنقریب کوئی نیک شخص یہاں دفن ہوگا۔ چنانچہ سب سے پہلے اس مقام پر حضرت عثمانؓ دفن کئے گئے۔

آپ کے کلمات مختصر اور واضح ہوتے تھے اور اکثر نصیحت و حکمت کی باتیں ارشاد فرمایا کرتے تھے، جن میں چند درج کی جاتی ہیں۔

فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے ساتھ تجارت کرو تو بڑا نفع ہوگا۔

فرمایا کرتے تھے کہ بندگی اس کو کہتے ہیں کہ احکام الٰہی کی حفاظت کرے، جو عہد کسی سے کرے اس کو پورا کرے اور جو کچھ مل جائے اس پر راضی رہے اور جو نہ ملے، اس پر صبر کرے۔

فرماتے تھے کہ دنیا کی فکر کرنے سے تاریکی پیدا ہوتی ہے اور آخرت کی فکر کرنے سے روشنی پیدا ہوتی ہے۔

فرماتے تھے کہ متقی کی علامت یہ ہے کہ اور سب لوگوں کو تو یہ سمجھے کہ وہ نجات

پا جائیں گے اور اپنے آپ کو سمجھے کہ وہ ہلاک ہو گیا۔

فرمایا کرتے تھے کہ مجھے معلوم نہیں کہ مجھے جنت ملے گی یا دوزخ، کاش! میں یہ خبر ملنے سے پہلے ہی مٹی اور راکھ ہوتا اور میرا حساب نہ لیا جاتا۔

فرماتے تھے کہ سب سے زیادہ بربادی یہ ہے کہ کسی کو بڑی عمر ملے اور سفر آخرت کی کچھ تیاری نہ کرے۔

فرماتے تھے کہ دنیا جس کے لیے قید خانہ ہو، قبر اس کے لیے باعث راحت ہوگی۔

فرماتے تھے کہ اگر تمہارے دل پاک ہو جائیں تو کبھی قرآن شریف کی تلاوت یا سماعت سے سیری نہ ہو۔

فرمایا تعجب ہے اس پر دوزخ کو حق جانتا ہے پھر گناہ کرتا ہے۔

فرمایا تعجب ہے اس پر جو موت کو حق جانتا ہے پھر ہنستا ہے۔

فرمایا جنت کے اندر رونا عجیب ہے، اور دنیا کے اندر ہنسنا عجیب تر ہے۔

فرمایا ضائع ہے وہ علم جس پر عمل نہ کیا جائے۔

فرمایا اگر آنکھیں روشن ہیں تو ہر روز روزِ حشر ہے۔

فرمایا عمدہ لباس کے حریص کفن کو یاد رکھ۔

فرمایا جانور اپنے مالک کو پہچانتا ہے، انسان اپنے اللہ کو نہیں پہچانتا ہے۔

فرمایا بے کار ہے وہ لمبی زندگی جو اعمالِ حسنہ سے محروم ہے۔

محاصرہ کے زمانہ میں جب اتمام حجت کے لیے آپ نے بالا خانہ سے سر باہر نکالا تو فرمایا:

"مجھے قتل نہ کرو بلکہ صلح کی کوشش کرو، خدا کی قسم! میرے قتل کے

بعد پھر تم لوگ کبھی متفقہ قوت کے ساتھ کسی سے قتال نہ کر سکو گے
اور کافروں سے جہاد موقوف ہو جائے گا باہم مختلف ہو جاؤ گے۔“

محاصرہ کے زمانہ میں لوگوں نے پوچھا کہ امیر المومنین! آپ تو مسجد میں جا نہیں سکتے ان ہی باغیوں میں سے کوئی شخص امام بنتا ہے، ہم اس کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں؟ تو آپؓ نے فرمایا کہ یہ نماز اچھا کام ہے، جب لوگوں کو اچھا کام کرتے ہوئے دیکھو تو ان کے شریک ہو جایا کرو، ہاں! برے کام میں ان کے ساتھ شرکت مت کرو۔

متفرق اقدامات و تعمیرات

مسجد حرام کی توسیع

حاجیوں کی روز افزوں تعداد کے پیش نظر حضرت عثمانؓ نے مسجد حرام میں توسیع کی ضرورت محسوس کی، چنانچہ ۲۶ھ میں کچھ ملحقہ مکان خرید کر مسجد حرام میں شامل کر کے اسے وسیع کر دیا۔ مالکانِ مکان کو مناسب معاوضہ ادا کیا گیا بعد میں مختلف دور میں مسجد حرام میں توسیع اور اس کی تعمیر نو ہوتی رہی۔

مسجد نبوی کی توسیع

مدینہ کی آبادی بڑھ جانے اور نمازیوں کی کثرت ہو جانے کی وجہ سے مسجد نبوی تنگ ہو گئی تو ۲۹ھ میں حضرت عثمانؓ نے متصلہ مکانات خرید کر مسجد نبوی کو وسیع کیا اور اسے پختہ اور خوبصورت بنوایا۔ مسجد میں خوشبو جلانے کا بھی اہتمام کیا، مسجد حرام کی طرح مختلف دور میں مسجد نبوی میں بھی توسیع کی جاتی رہی۔

حضرت عثمانؓ نے مسجد حرام اور مسجد نبوی کی توسیع کے اخراجات اپنے ذاتی مال سے ادا کیے۔

مدینہ منورہ کا حفاظتی بند

مدینہ منورہ اور مسجد نبوی کو خیبر کی طرف سے وقتاً فوقتاً آنے والے سیلابوں سے محفوظ رکھنے کے لیے حضرت عثمانؓ نے ایک حفاظتی بند بھی تعمیر کرایا۔

قلعہ اور چھاؤنیاں

حضرت عثمانؓ نے مفتوحہ علاقوں کی حفاظت و استحکام اور بغاوتوں کی روک تھام کے لیے متعدد نئی چھاؤنیاں اور قلعے بھی تعمیر کرائے اور ان میں فوجی دستے تعینات کیے

دیگر رفاہی اقدامات و واقعات

توسیع مملکت کے ساتھ انتظامیہ میں بھی توسیع ہوئی۔ مختلف دفاتر قائم کیے گئے اور ان کے لیے تمام صوبوں میں عمارتیں بنوائی گئیں۔ عوام کی سہولت اور آرام کے لیے سڑکیں، پُل، مسجدیں، مہمان خانے تعمیر کیے گئے۔ مسجدوں کے لیے تنخواہ دار موذن مقرر کیے۔ کوفہ میں ایک عظیم الشان مہمان خانہ بنوایا، مدینہ منورہ کے راستے میں جگہ جگہ چوکیاں، سرائیں اور کنویں تعمیر کرائے۔ نجد کی راہ میں مدینہ سے چوبیس میل کے فاصلہ پر ایک عمدہ اور وسیع سرائے تعمیر کرائی۔ اس کے ساتھ ہی ایک مختصر سا بازار بھی قائم کیا گیا تاکہ مسافر اپنی ضرورت کی اشیاء وہاں سے حاصل کر سکیں، نیز وہاں میٹھے پانی کا ایک کنواں بھی تعمیر کرایا۔ حضرت عثمانؓ نے عوام کی ضروریات کے لیے متعدد دوسرے کنویں بیر سائب، بیر عامر، بیر اریس وغیرہ بھی تعمیر کرائے۔

خاتم نبوت کی گمشدگی

آخر الذخر کنواں (بیر اریس) کی تعمیر نو اور کھدائی کے دوران حضرت عثمانؓ کی

خلافت کے ساتویں سال ان کی انگلی سے خاتم نبوت اس میں گر گئی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ انگشتری مبارک جس پر ''محمد رسول اللہ'' کندہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم خط و کتابت پر مہر ثبت کرنے کے لیے استعمال فرماتے تھے۔ آپ کے بعد یہ انگشتری یکے بعد دیگرے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے پاس رہی اور وہ اسے مہر خلافت کے طور پر استعمال کرتے رہے۔ پھر حضرت عثمانؓ کے پاس آئی، آپ کی انگلی سے پُراسرار طریقہ سے کنویں میں ایسی گری کہ ہر ممکن تلاش کے باوجود نہ ملی۔ کنویں کا پانی، کیچڑ، ریت تک نکلوائی گئی اور اس کی تہہ کی بھی چھان ماری گئی مگر انگشتری نہ ملی۔ حضرت عثمانؓ کو سخت رنج ہوا، آپ نے دوبارہ بالکل ویسی ہی انگوٹھی تیار کرائی، آپ کی شہادت کے وقت وہ بھی جاتی رہی۔

نمازِ جمعہ کے لیے مزید ایک اذان کا اضافہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ معمول تھا کہ جب نماز جمعہ کا وقت ہو جاتا اور آپؐ منبر پر بیٹھ جاتے تو مؤذن آپؐ کے سامنے اذان دیا کرتا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں بھی یہی معمول رہا۔ پھر حضرت عمر بن خطابؓ کے دور میں بھی اسی کے مطابق عمل ہوتا رہا۔ جب حضرت عثمانؓ کا دور آیا اور مدینہ منورہ کی حدود نے وسعت اختیار کر لی تو خطبہ کے وقت کی اذان کی آواز کا شہر کے تمام حصوں تک پہنچنا ممکن نہ رہا۔ لہٰذا حضرت عثمانؓ نے ۳۰ھ میں جمعہ کی نماز کے لیے مزید ایک اذان کا اضافہ فرمایا۔ یہ اذان پہلی اذان سے کافی پہلے بلند جگہ سے دی جاتی تھی اور اس کی آواز مدینہ منورہ کے تمام بازاروں تک پہنچتی تھی۔ اس طرح نماز جمعہ کے لیے دو اذانوں اور ایک اقامت کی سنت رائج ہوئی۔

حکم کا فیصلہ تسلیم کرنا

حضرت عقیل بن ابی طالبؓ کا اپنی بیوی فاطمہؓ بنت عتبہ سے کسی معاملہ میں جھگڑا ہوگیا، فاطمہؓ حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حضرت عثمانؓ نے شوہر کے رشتہ داروں میں سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو اور بیوی کے رشتہ داروں میں سے حضرت معاویہ بن ابوسفیانؓ کو حکم مقرر کیا اور فرمایا کہ اگر تم ان دونوں کے درمیان صلح کروانا مناسب سمجھو تو صلح کرا دینا اور اگر ان میں علیحدگی کرنا مناسب سمجھو تو علیحدگی کرا دینا۔ وہ دونوں حضرت عقیل بن ابی طالبؓ کے گھر کی طرف روانہ ہوگئے جب یہ دونوں حضرت عقیل بن ابی طالبؓ کے گھر کے دروازہ کے پاس پہنچے تو معلوم ہوا کہ ان دونوں میاں بیوی کے درمیان صلح ہو چکی ہے اور انھوں نے دروازہ بند کر رکھا ہے۔

زیارت قبور

حضرت عثمانؓ جب کسی قبر پر جا کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ داڑھی تر ہو جاتی۔ آپؓ سے معلوم کیا کہ جنت دوزخ کے ذکر سے نہیں روتے، جس قدر قبر کے ذکر سے روتے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ بات سنی ہے کہ ''قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے، جو اس سے بچ نکلا تو اس کے لیے اگلی تمام منزلیں آسان ہو جائیں گی۔''

فیصلہ کے سلسلہ میں مشاورت

قاضی کی ذمہ داری ہے کہ وہ فقہاء کو مجلس قضاء یعنی اپنی عدالت میں لانے کی پوری کوشش کرے اور جو مقدمہ یا مسئلہ پیچیدہ ہو اس کے متعلق رائے معلوم کرے۔

حضرت عثمانؓ اس کا بہت اہتمام کرتے تھے جب حضرت عثمانؓ مجلس قضاء میں اپنی جگہ پر بیٹھ جاتے اور مقدمہ کے دونوں فریق حاضر ہو جاتے تو آپؓ ایک فریق کو حضرت علیؓ کو بلانے کے لیے بھیج دیتے اور دوسرے فریق سے فرماتے کہ طلحہ، زبیر اور چند دیگر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بلالاؤ۔ جب یہ تمام حضرات آجاتے تو پھر آپؓ مدعی اور مدعیٰ علیہ کو بیان دینے کے لیے فرماتے جب دونوں کا بیان ختم ہو جاتا تو آپؓ ان حضرات کی طرف رُخ کر کے ان کی رائے دریافت کرتے۔ اگر ان حضرات کی رائے آپ کی رائے کے موافق ہوتی تو آپؓ اسی وقت فیصلہ صادر فرما دیتے ورنہ اس معاملہ پر غور فرماتے۔

حضرت عثمان غنیؓ کے فضائل میں چند احادیث

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ (میرے والد حضرت) ابو بکرؓ نے (کسی ضرورت سے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت چاہی، ایسے حال میں کہ آپ میرے بستر پر میری چادر اوڑھے لیٹے ہوئے تھے۔ آپ نے ان کو اندر آنے کی اجازت دلوا دی، اور آپ جس طرح لیٹے ہوئے تھے، اسی طرح لیٹے رہے (ابو بکرؓ آئے) اور جو ضروری بات ان کو کرنا تھی، کر کے چلے گئے۔ پھر (حضرت) عمرؓ (کسی ضرورت سے) آئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی۔ ان کو بھی آپ نے اجازت دلوا دی (وہ آئے) اور آپؐ اسی حالت میں رہے (جس طرح میرے بستر پر میری چادر اوڑھے لیٹے ہوئے تھے اسی طرح لیٹے رہے) پھر وہ بھی اپنی ضرورت پوری کر کے چلے گئے۔ پھر (حضرت) عثمانؓ نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ سنبھل کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑوں کو اچھی طرح درست فرما لیا اور مجھ سے فرمایا کہ تم بھی اپنے کپڑے (چادر وغیرہ) پوری طرح اوڑھ لو۔ اس کے بعد آپؐ نے ان کو آنے کی اجازت دلوا دی (وہ

آپؐ کے پاس آگئے) اور جو ضروری بات کرنے کے لیے آئے تھے، کر کے چلے گئے (حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت عثمانؓ کے جانے کے بعد) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے نہیں دیکھا کہ آپؐ نے جیسا اہتمام (حضرت) عثمانؓ کے لیے کیا ویسا اہتمام ابوبکرؓ و عمرؓ کے لیے کیا ہوا؟ آپؐ نے فرمایا عثمان ایسے آدمی ہیں کہ ان پر (فطری طور پر) صفت حیا کا غلبہ ہے، مجھے اس کا اندیشہ ہوا کہ اگر میں نے ان کو اسی حالت میں بلا لیا جس میں میں تھا (کہ تمہاری چادر اوڑھے لیٹا ہوا تھا) تو وہ (فرطِ حیا کی وجہ سے جلدی واپس چلے جائیں) اور وہ ضروری بات نہ کر سکیں جس کے لیے وہ آئے تھے (اس لیے میں نے ان کے لیے وہ اہتمام کیا جو تم نے دیکھا)

حضرت عبدالرحمٰن بن خبابؓ کی روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوا جبکہ آپؐ (منبر پر تشریف فرما تھے اور) جیش عسرہ (غزوہ تبوک) کے لیے مدد کرنے کی لوگوں کو ترغیب دے رہے تھے تو عثمانؓ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! میرے ذمہ سو اونٹ مع نمدوں اور کجاووں کے (میں سو اونٹ پیش کروں گا مع پورے ساز و سامان کے) ہیں، فی سبیل اللہ (حدیث کے راوی عبدالرحمٰن بن خبابؓ بیان کرتے ہیں کہ) اس کے بعد پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کی مدد کے لیے لوگوں کو ترغیب دی تو پھر عثمانؓ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! میرے ذمہ (مزید) دو سو اونٹ مع نمدوں اور کجاووں کے ہیں، فی سبیل اللہ۔ اس کے بعد پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کی امداد کے لیے اپیل فرمائی اور ترغیب دی تو پھر تیسری مرتبہ عثمانؓ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! میرے ذمہ (مزید) تین سو اونٹ مع نمدوں اور کجاووں کے ہیں، فی سبیل اللہ۔ (عبدالرحمٰن بن

خبابؓ کہتے ہیں کہ) میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر رہے تھے اور فرماتے تھے ''ما علی عثمان ماعمل بعد ھٰذہٖ '' ترجمہ: عثمان اپنے اس عمل اور اس مالی قربانی کے بعد جو بھی کریں اس سے ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکرر ارشاد فرمائی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت جیش عسرہ (غزوۂ تبوک) کے لیے ضروریات کا انتظام اور سامان کررہے تھے، تو عثمانؓ اپنی آستین میں ایک ہزار دینار (اشرفیاں) لے کر آئے اور وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈال دیں (عبدالرحمٰن بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ) میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان اشرفیوں کو اپنی گود میں اُلٹ پلٹ رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ فرمایا ''ما ضرّ عثمان ما عمل ا بعد الیوم مرتین '' ترجمہ: آج کے دن کے بعد عثمان جو کچھ بھی کریں اس سے ان کو کوئی ضرر اور نقصان نہیں پہنچے گا۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب (حدیبیہ میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت رضوان کے لیے ارشاد فرمایا تو اس وقت عثمانؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد اور سفیر کی حیثیت سے مکہ گئے ہوئے تھے تو ان سب لوگوں نے (جو اس وقت موجود اور حاضر تھے) بیعت کر لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (لوگوں سے) فرمایا کہ عثمان (اس وقت یہاں نہیں ہیں) اللہ کے اور اس کے رسول کے کام سے مکہ گئے ہوئے ہیں (اگر وہ یہاں ہوتے تو تم سب کے ساتھ وہ بھی بیعت کرتے۔ اب میں خود ان کی طرف سے بیعت کرتا ہوں۔) پھر آپؐ نے (حضرت عثمانؓ کے قائم مقام کی حیثیت سے) اپنا ایک دست مبارک اپنے ہی دوسرے دست مبارک پر رکھا (جس

طرح بیعت میں ہاتھ پر ہاتھ رکھا جاتا ہے) آگے حدیث کے راوی حضرت انسؓ جو خود بیعت کرنے والوں میں تھے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک جس سے آپ نے عثمانؓ کی طرف سے بیعت کی وہ عثمانؓ کے حق میں ان دوسرے تمام لوگوں کے ہاتھوں سے بہتر تھا جنھوں نے خود اپنی طرف سے بیعت کی تھی۔

حضرت مرہ بن کعبؓ سے روایت ہے (انھوں نے بیان کیا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے (ایک خطاب میں) سنا، آپ نے اپنے بعد امت میں برپا ہونے والے کچھ فتنوں کا ذکر فرمایا اور ان کو قریب ہی میں واقع ہونے والے فتنے بتلایا۔ اسی وقت ایک شخص سر سے کپڑا اوڑھے ہوئے سامنے سے گزرا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا یہ شخص آنے والے ان فتنوں کے دنوں میں طریقہ ہدایت اور راہ راست پر ہوگا۔ (حدیث کے راوی حضرت مرہ بن کعبؓ کہتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ بات سن کر) اس شخص کی طرف چلا تاکہ دیکھ لوں کہ وہ کون ہے۔ دیکھا تو عثمان بن عفانؓ تھے۔ میں نے ان کا چہرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا وہ یہی ہیں؟ (جن کے بارے میں آپ نے فرمایا ہے کہ وہ فتنے کے زمانہ میں ہدایت اور راہ راست پر ہوں گے)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں، یہی وہ ہیں۔

ثمامہ بن حزم قشیریؒ سے روایت ہے کہ میں حضرت عثمانؓ کے گھر پر اس وقت حاضر تھا جب انھوں نے بالا خانے کے اوپر سے (اپنے گھر کا محاصرہ کرنے والے باغیوں، بلوائیوں سے خطاب کرتے ہوئے) فرمایا کہ میں تمہیں اللہ کا اور اس کے دین حق اسلام کا واسطہ دے کر تم سے پوچھتا ہوں کیا تم یہ بات جانتے ہو کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں ''بیر رومہ'' کے علاوہ شیریں پانی کا کوئی کنواں نہ تھا۔ (اور وہ ایک یہودی کی ملکیت تھا، وہ اس کا پانی جس قیمت پر چاہتا، بیچتا تھا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ارشاد فرمایا کہ ''کون اللہ کا بندہ ہے جو ''بیر رومہ'' کو خرید کر سب مسلمانوں کو اس سے پانی لینے کی اجازت دے دے۔ (عام مسلمانوں کے لیے وقف کر دے) تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کو اس سے بہتر عطا فرمائے گا۔'' تو میں نے اس کو اپنے ذاتی مال سے خرید لیا (اور وقف کر دیا) اور آج تم لوگ مجھے اس کا پانی پینے سے روکتے ہو؟ جس کی وجہ سے میں سمندر کا سا (کھاری) پانی پینے پر مجبور ہوں۔ تو اس کے جواب میں ان لوگوں نے کہا اللھم نعم (اے اللہ ہم جانتے ہیں کہ عثمانؓ کی یہ بات صحیح ہے) اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں تمہیں اللہ کا اور اس کے دین حق اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم یہ بات جانتے ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بنوائی ہوئی مسجد نمازیوں کے لیے تنگ ہوگئی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک دن) ارشاد فرمایا: ''کون اللہ کا بندہ ہے جو فلاں گھرانے کے قطعہ زمین کو (جو مسجد کے برابر میں تھا) خرید کر ہماری مسجد میں شامل کر دے تو اللہ اس کو جنت میں اس سے بہتر قطعہ عطا فرمائے گا۔'' تو میں نے اس کو اپنے ذاتی مال سے خرید لیا (اور مسجد میں شامل کر دیا) اور آج تم لوگ مجھے اس بات سے روکتے ہو کہ میں اس میں دو رکعت نماز پڑھ سکوں؟

تو ان لوگوں نے کہا: ''اللھم نعم'' (اے اللہ بے شک ہم یہ بات جانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر حضرت عثمانؓ نے وہ قطعہ زمین خرید کر مسجد میں شامل کیا تھا۔) اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ میں نے

غزوہ تبوک کے لشکر کے لیے اپنے مال سے ساز و سامان کیا تھا؟ ان لوگوں نے کہا ''اللھم نعم'' (اے اللہ ہم یہ بات بھی جانتے ہیں) اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے ان سے فرمایا کہ میں اللہ کا اور اس کے دین حق اسلام کا واسطہ دے کر تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا تمہارے علم میں یہ بات ہے کہ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے جبل ثبیر پر تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکرؓ و عمرؓ تھے اور میں بھی تھا تو پہاڑ حرکت کرنے لگا، یہاں تک کہ اس کے پتھر اس پر سے نیچے کی جانب نشیب میں گرنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثبیر پہاڑ پر اپنا قدم مبارک زور سے مارا اور فرمایا ''اسکن ثبیر'' (اے ثبیر ساکن ہو جا) کیونکہ اس وقت تیرے اوپر ایک نبی ہے اور ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔'' تو ان لوگوں نے کہا ''اللھم نعم'' (اے اللہ یہ واقعہ بھی ہمارے علم میں ہے) اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے فرمایا ''اللہ اکبر!'' ان لوگوں نے بھی گواہی دی (اسی کے ساتھ حضرت عثمانؓ نے فرمایا) قسم ہے رب کعبہ کی کہ میں شہید (ہونے والا) ہوں۔ یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا (جامع ترمذی، سنن نسائی، دارقطنی)

ابوسہلہؓ سے روایت ہے کہ جس دن حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کیا گیا اور وہ شہید کیے گئے اسی دن حضرت عثمانؓ نے مجھ کو بتلایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک خاص وصیت فرمائی تھی۔ میں نے صبر کے ساتھ اس وصیت پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ (جامع ترمذی)

حضرت عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام مسلم بن سعید سے روایت ہے کہ (جس دن حضرت عثمانؓ شہید کئے گئے اس دن) انھوں نے بیس غلام آزاد کئے اور سراویل (پاجامہ) منگوایا (اور پہنا) اور اس کو بہت مضبوط باندھا اور اس سے پہلے کبھی نہ زمانۂ

جاہلیت میں (اسلام لانے سے پہلے) پہنا تھا اور نہ اسلام لانے کے بعد کبھی پہنا تھا اور فرمایا کہ میں نے گذشتہ شب خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکرؓ و عمرؓ کو بھی۔ ان حضرات نے مجھ سے فرمایا کہ عثمانؓ! صبر پر قائم رہو تم کل ہمارے پاس روزہ افطار کرو گے۔ اس کے بعد آپ نے ''مصحف'' (قرآن مجید) منگوایا اور اس کو سامنے رکھ کر کھولا اور تلاوت شروع کر دی پھر آپ اسی حال میں شہید کئے گئے کہ مصحف آپ کے سامنے تھا۔ (مسند احمد، مسند ابو یعلی موصلی)

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا کہ میں مدینہ منورہ کے ایک باغ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو ایک شخص آئے اور انھوں نے دروازہ کھلوانا چاہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے لیے دروازہ کھول دو اور ان کو جنت کی خوش خبری دو۔ تو میں نے اس شخص کے لیے دروازہ کھول دیا، تو دیکھا کہ وہ ابوبکرؓ ہیں۔ میں نے ان کو جنت کی بشارت دی تو اس پر انھوں نے اللہ کی حمد کی اور شکر ادا کیا۔ پھر ایک اور شخص آئے اور انھوں نے بھی دروازہ کھلوانا چاہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ ان کے لیے دروازہ کھول دو اور جنت کی خوش خبری دو تو میں نے ان کے لیے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہ عمرؓ ہیں تو میں نے ان کو وہ بتلایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، تو انھوں نے اللہ کی حمد کی (اور شکر ادا کیا) پھر ایک اور شخص نے دروازہ کھلوانا چاہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ ان کے لیے بھی دروازہ کھول دو اور ان کو جنت کی خوش خبری دو۔ ایک بڑی مصیبت پر جو ان کو پہنچے گی (تو میں نے دروازہ کھول دیا) تو دیکھا کہ وہ حضرت عثمانؓ ہیں تو میں نے ان کو وہ بتلایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا تو

انھوں نے اللہ کی حمد کی (اور شکرادا کیا) پھر کہا ''اللہ المستعان '' (آنے والی مصیبت کے لیے میں اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں) (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک دن) احد پہاڑ پر چڑھے اور ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ احد پہاڑ ان کی وجہ سے کانپنے لگا۔ (اور اس میں حرکت پیدا ہوگئی) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قدم مبارک اس پر مارا اور فرمایا اے احد! ٹھہر جا، ساکن ہو جا، اس وقت تیرے اوپر اللہ کا ایک نبی ہے اور ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔ (صحیح بخاری)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک دن) عثمانؓ کو مخاطب کر کے فرمایا ''اے عثمان! امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو ایک خاص قمیص پہنائے گا تو اگر لوگ اس قمیص کو تم سے اتروانا چاہیں تو ان کے کہنے سے تم اس کو نہ اتارنا۔ (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے خطاب میں ایک عظیم فتنہ کا ذکر فرمایا اور عثمانؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ بندہ اس فتنہ میں مظلومیت کے ساتھ شہید ہوگا۔ (جامع ترمذی)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کے متعلق فرمایا کہ میں اس شخص سے حیا کیوں نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔ (صحیح بخاری و مسلم)

حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے کچھ رفیق ہوتے ہیں اور میرے رفیق جنت میں عثمان ہیں۔ (ترمذی)

حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک ترازو آسمان سے اتری، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ تولے گئے تو آپ کا وزن زیادہ رہا، ابوبکرؓ و عمرؓ تولے گئے تو ابوبکرؓ کا وزن زیادہ رہا اور عمرؓ و عثمانؓ تولے گئے تو عمرؓ کا وزن زیادہ رہا، پھر وہ ترازو اُٹھا لی گئی۔ اس خواب کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رنجیدہ ہوئے اور آپ نے فرمایا کہ یہ خلافت نبوت ہے اس کے بعد اللہ جس کو چاہے گا بادشاہت دے گا۔ (ابوداؤد)

حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم تنہا بیٹھے ہوئے تھے کہ میں پہنچا اور آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ پھر ابوبکرؓ آئے اور وہ سلام کر کے بیٹھ گئے، پھر عمرؓ آئے، پھر عثمانؓ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سات کنکریاں پڑی ہوئی تھیں، آپ نے ان کو اپنی ہتھیلی میں رکھا تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں یہاں تک کہ میں نے ان کی تسبیح کی گنگناہٹ سنی جیسے شہد کی مکھیوں کی آواز۔ پھر آپ نے ان کو اُٹھا کر ابوبکرؓ کے ہاتھ میں رکھا، پھر وہ تسبیح پڑھنے لگیں یہاں تک کہ میں نے ان کی تسبیح کی آواز سنی۔ جیسے شہد کی مکھیوں کی آواز۔ پھر آپ نے ان کو زمین پر رکھ دیا تو وہ خاموش ہوگئیں، پھر آپ نے ان کو لے کر عمرؓ کے ہاتھ پر رکھا، پھر وہ تسبیح پڑھنے لگیں یہاں تک کہ میں نے ان کی تسبیح کی آواز سنی جیسے شہد کی مکھیوں کی آواز۔ پھر آپ نے ان کو زمین پر رکھ دیا تو وہ خاموش ہوگئیں۔ پھر آپ نے ان کو لے کر عثمانؓ کے ہاتھ میں رکھا تو پھر وہ تسبیح پڑھنے لگیں یہاں تک کہ میں نے ان کی تسبیح کی آواز سنی جیسے شہد کی مکھیوں کی آواز۔ پھر آپ نے ان کو زمین پر رکھ دیا تو وہ خاموش ہوگئیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خلافت نبوت ہے۔ (مسند بزار، اوسط طبرانی، بیہقی)

یہ روایت ابن عساکر نے حضرت انسؓ سے نقل کی ہے اور اس میں اتنا مضمون زیادہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کے بعد پھر جس قدر صحابی بیٹھے ہوئے تھے سب کے ہاتھ میں یکے بعد دیگرے وہ کنکریاں آپ نے رکھیں مگر کسی کے ہاتھ میں انھوں نے تسبیح نہیں پڑھی۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات ایک نیک شخص کو خواب دکھایا گیا ہے کہ گویا ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے لٹکائے گئے ہیں اور عمر ابوبکر کے (دامن سے) اور عثمان عمر کے (دامن سے)۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اُٹھے تو ہم نے آپس میں کہا کہ وہ نیک شخص جس کو یہ خواب دکھایا گیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ایک کا دوسرے کے ساتھ لٹکنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اس دین کے حاکم ہوں گے جس کے ساتھ اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا ہے۔ (ابوداؤد)

یہ تعبیر خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ہی میں صحابہ کرامؓ کی زبانوں پر آ گئی۔ امیر المومنین حضرت عثمان غنیؓ سے اللہ تعالیٰ راضی ہو اور انہیں ان کی خدمات کا شاندار بدلہ عطا فرمائے۔ آمین

منقبت در مدح حضرت عثمانِ غنیؓ

نتیجہ فکر

نابغہ عصر حضرت مولانا مفتی نسیم احمد فریدی امروہیؒ

جانشینِ مصطفیٰ روح و روانِ یارِ غار ☆ حضرت عثمانؓ گروہ اہل سنت کے وقار
منبع حلم و کرم سرچشمۂ جود و سخا ☆ با حیا و باتواضع بامروت با وقار
ان کے اٹھتے ہی خزاں دیدہ ہوا سارا جہاں ☆ ان کے دم سے گلشن عالم میں آئی تھی بہار
سر دیا امر خلافت کی مگر عظمت نہ دی ☆ ہے حیات حضرت عثمانؓ کا یہ بھی شاہکار
خون کے قطرے سر مصحف نظر آتے ہیں جو ☆ کر رہے ہیں سرخیٔ افسانۂ غم آشکار
محسن عالمؓ کو جس نے کنبہ پرور کہہ دیا ☆ دامن تاریخ و سیرت کو کیا ہے تار تار
دیکھ بوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ کا مقام ☆ چار عنصر جسم دیں کے واسطے یہ چار یار
سرورِ کونینؐ نے دو بیٹیاں دیں آپ کو ☆ حبذا یہ شان عالی یہ مقام افتخار
ماہِ قربانی میں بہر دین حق قرباں ہوئے ☆ پائی عمر جاوداں دے کر حیات مستعار
ایک ہوں مسلم قیام امن عالم کے لیے ☆ یہ ہے ملت کا تقاضا روح عثمانؓ کی پکار

اے فریدیؔ تو بھی پڑھ اک منقبت اس بزم میں
جمع ہیں عشاق عثمانیؓ قطار اندر قطار